عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۹ | ۸ تا ۱۵/ جمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۱۶

دُنیا کی بساط لپٹنے والی ھے

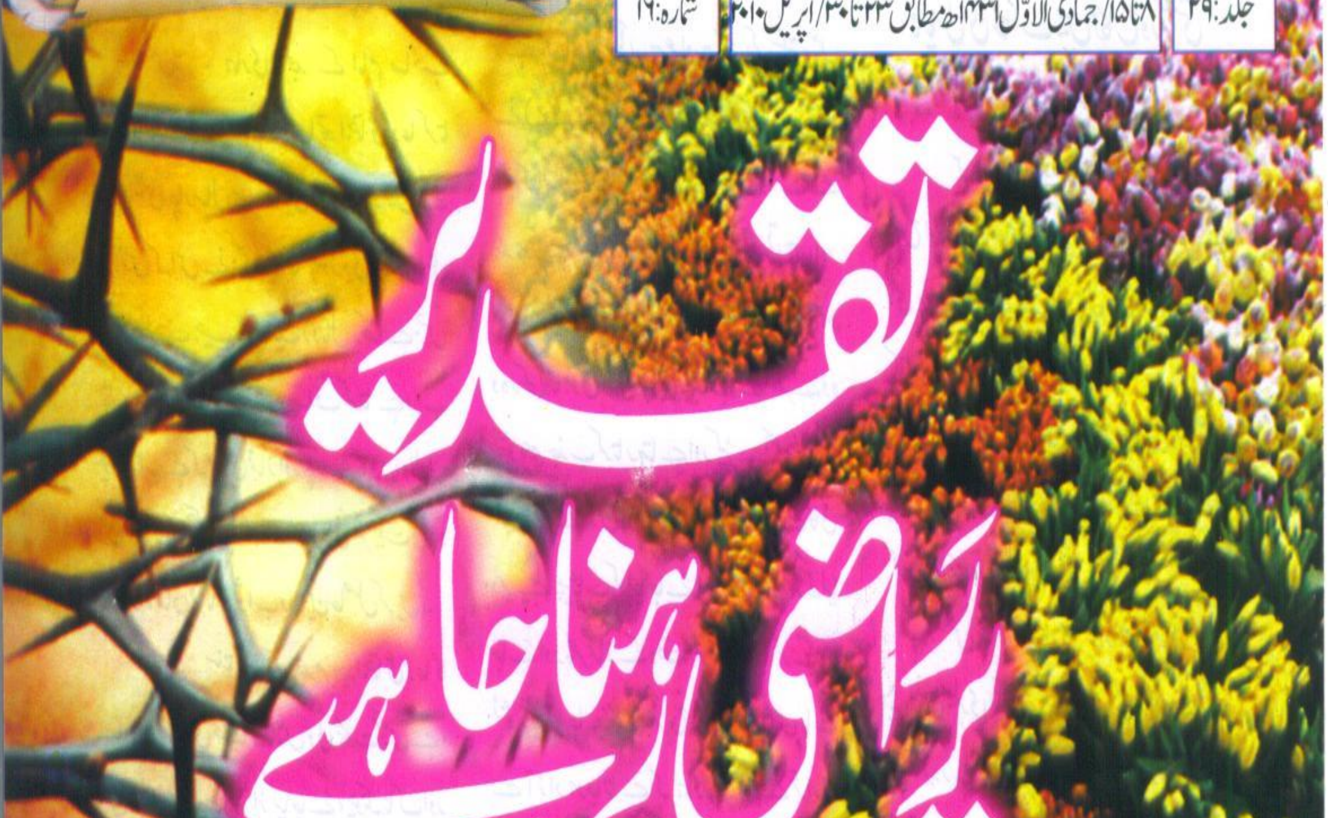

تقدیر پر راضی رہنا چاہیے

زید حامد جھوٹا یا...

شانِ بے نیازی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نماز ہوگئی

حاجی احمد حبیب زئی، کراچی

س:...... ہماری مسجد کے امام صاحب سنتوں کے بعد التزام کے ساتھ اجتماعی دعا کرتا ہے، یعنی چار سال ہوئے ہیں، اس عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ اس نے کبھی یہ دعا چھوڑ دی ہو، ایسا ہی امام صاحب جیب میں ایک رومال رکھتا ہے، جس میں وہ ناک کا بلغم وغیرہ صاف کرتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ میری نماز اور پورے گاؤں والوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی شریعت کی رو سے راہنمائی فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ج:...... سنتوں کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا اسلاف اکابر کی تحقیقات میں کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لئے اس سے احتراز کیا جائے، چونکہ ناک اور منہ کا بلغم ناپاک نہیں، اس لئے اگر ایسا رومال جیب میں ہو تو نماز ہوجائے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ امام صاحب کو لوگوں کی طبیعتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ جو چیز ذات لطیف پر گراں گزرتی ہو اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔

یہ طریقہ ٹھیک ہے

محمد ابصار عالم، کراچی

س:...... میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' پابندی سے پڑھتا ہوں ایک مسئلہ جس پر آپ کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہے پیشاب کے قطروں کا آنا جس کی وجہ سے اکثر لوگ پریشان رہتے ہیں اور یکسوئی سے عبادت نہیں کرسکتے، میں نے (چونکہ مجھے بھی یہ بیماری ہے) ایک حل یہ نکالا ہے کہ ایسا زیر جامہ استعمال کرتا ہوں جو آگے سے بند ہوتا ہے، جیسا کہ خواتین استعمال کرتی ہیں اور اس زیر جامہ کے اندر ٹشو پیپر یا ایسا کاغذ جو کورا ہو وہ رکھ لیتا ہوں، اس طرح پیشاب کے قطرے وہ ٹشو پیپر جذب کرتا رہتا ہے اور کپڑے بھی خراب نہیں ہوتے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز سے کافی دیر پہلے پیشاب کرلیا جائے اور ٹشو یا کاغذ رکھ لیا جائے اور پھر نماز کے وقت صرف استنجا کرکے نیا ٹشو رکھ لیا جائے اس طرح ہمارا ذہن اس بات سے آزاد ہوجاتا ہے کہ ہمارے کپڑے خراب ہورہے ہیں اور ہم آرام سے عبادت کرتے ہیں۔ برائے مہربانی اگر آپ اس کو بہتر سمجھتے ہیں تو اسے شائع کروادیں۔ نیز یہ بھی بتادیں کہ حج کے دوران اس مجبوری کی وجہ سے احرام کے نیچے زیر جامہ پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... پیشاب کے قطرے یا اس وہم و وسوسہ میں مبتلا مریضوں کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے، اگر یہ طریقہ اپنا لیا جائے تو انشاء اللہ رفتہ رفتہ وسوسہ کا مرض بھی چلا جائے گا اور یہ طریقہ ٹھیک ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ناپاکی کی حالت میں نکاح ورخصتی

وقار النساء، کراچی

س:...... کیا عورت کے مخصوص ایام میں نکاح اور رخصتی جائز ہے؟ اگر ایسا ہوچکا ہو، بچے بھی بڑے ہوچکے ہوں تو وبال کس کے سر ہوگا؟ کفارہ کس طرح ہوگا؟

ج:...... ایسی حالت میں نکاح اور رخصتی جائز ہے مگر ایسی حالت میں میاں بیوی کا تعلق قائم کرنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

س:...... سرکاری ملازمین کے لئے ایڈوانس سیلری اسکیم کے تحت سودی قرض لے کر اپنی ضروریات پوری کرنا یا اولاد کو کاروبار کرکے دینا کیسا ہے؟ جبکہ عام حالت میں ناجائز آمدنی کے بغیر اتنی رقم جمع کرنا یا میسر ہونا ناممکن ہو، بے روزگاری (بیکاری) کی وجہ سے اولاد کی بے راہ روی کا خطرہ بھی موجود ہو، نیشنل بینک کاروبار اسکیم حلال ہے یا نہیں؟

ج:...... پیشگی تنخواہ کی اسکیم کے تحت سودی قرض لینا ناجائز اور حرام ہے۔ نیز موجودہ بینکوں کا کام عام طور پر سودی ہے لہٰذا نیشنل بینک بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

☆☆......☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ ۸تا۱۵/جمادی الاول۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳تا۳۰/اپریل ۲۰۱۰ء شمارہ:۱۶

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

امتناع قادیانیت آرڈی ننس میں ترامیم کا مطالبہ	۵	اداریہ
تقدیر پر راضی رہنا چاہئے	۷	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
زید حامد جھوٹا ہے یا...	۱۲	مولانا سعید احمد جلال پوریؒ
دنیا کی بساط لپٹنے کو ہے	۱۶	مولانا محمد عرفان خلیل
شان بے نیازی	۱۹	عبدالرحیم ندوی
میرے مشفق و مہربانی رہبر	۲۱	ڈاکٹر دین محمد فریدی
اسلام اور ازدواجی زندگی (آخری)	۲۵	مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی

زرتعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخلے کی شفاعت

"مجمع الزوائد" میں اس حدیث کا متن حسب ذیل ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی طرف نظر اُٹھائی جو مسجد میں چل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکار کر فرمایا: اے فلاں! اس نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ! اور یہ شخص جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تھا "یا رسول اللہ" کہتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: نہیں! فرمایا: کیا تو توراۃ پڑھتا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اور اِنجیل بھی؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: قرآن بھی؟ عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر چاہوں تو پڑھ سکتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دے کر پوچھا کہ: کیا تو مجھے توراۃ و اِنجیل میں نہیں پاتا ہے؟ اس نے کہا: ہم ایک نبی کو پاتے ہیں جو آپ کی مثل ہے، اس کی جائے پیدائش آپ جیسی ہے اور اس کی شکل وصورت بھی آپ کی ہے، ہمیں یہ توقع تھی کہ "وہ نبی" ہم میں ہوگا، پھر جب آپ تشریف لائے تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ آپ ہی "وہ نبی" نہ ہوں، چنانچہ ہم نے غور کیا تو پتا چلا کہ آپ وہ نہیں۔ فرمایا: اور یہ کیوں؟ اس نے کہا: (اس نبی کی ایک علامت یہ ہے کہ) اس کے ساتھ اس کی اُمت کے ستر ہزار اَفراد ایسے ہوں گے جن پر نہ حساب ہوگا اور نہ عذاب، جبکہ آپ کے ساتھ چند نفوس ہیں۔ (اس پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں وہی ہوں اور وہ (بلاحساب جنت میں داخل ہونے والے) میرے اُمتی ہیں، اور بے شک وہ ستر ہزار اور ستر ہزار سے کہیں زیادہ ہوں گے۔" (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۴۰۷)

"حضرت عبداللہ بن شقیق تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں ایک جماعت کے ساتھ بیت المقدس میں تھا، پس ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنوتمیم (قبیلہ) سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا وہ آدمی آپ کے علاوہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے علاوہ ہوگا۔ پس جب یہ صاحب اُٹھے تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ: یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ: یہ ابن ابی الجدعاء صحابی ہیں، رضی اللہ عنہ۔ (مصنف فرماتے ہیں: حضرت ابن ابی الجدعاء صحابی کا نام عبداللہ ہے اور ان سے صرف اسی ایک حدیث کی روایت معروف ہے)۔" (ترمذی ج:۲ ص:۶۶، ۶۷)

یہ مضمون متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ لَیْسَ بِنَبِیٍّ مِثْلُ الْحَیَّیْنِ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ. فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللهِ! أَوَ مَا رَبِیْعَةُ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَ: إِنَّمَا أَقُوْلُ مَا أَقُوْلُ." (قال المنذری: رواه أحمد باسناد جيد (فيض القدير ج:۵ ص:۳۵۴)، وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني باسانيد ورجال أحمد وأحد أسانيد الطبراني رجالهم رجال الصحيح، غير عبدالرحمن بن ميسرة وهو ثقة. مجمع الزوائد، ج:۱۰ ص:۳۸۱)

ترجمہ:... "ایک ایسے شخص کی شفاعت سے جو نبی نہیں ربیعہ اور مضر دو قبیلوں کی تعداد میں لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! کیا ربیعہ مضر ہی کی ایک شاخ نہیں؟ فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو مجھ سے کہلایا جاتا ہے۔"

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث میں ہے:

"یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِیْ أَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ مُضَرَ وَیَشْفَعُ الرَّجُلُ فِیْ أَهْلِ بَیْتِهٖ وَیَشْفَعُ عَلٰی قَدْرِ عَمَلِهٖ." (قال الهيثمي (ج:۱۰ ص:۳۸۲): رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير أبي غالب وقد وثقه غير واحد وفيه ضعف)

ترجمہ:... "میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ مضر سے زیادہ تعداد میں لوگ جنت میں جائیں گے، اور ایک آدمی اپنے اہلِ خانہ کے حق میں شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت بقدرِ عمل ہوگی۔"

(جاری ہے)

اداریہ

امتناع قادیانیت آرڈی نینس میں
ترامیم کا مطالبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآن وحدیث کی واضح نصوص، اجماع صحابہ کرامؓ اور چودہ صدیوں کے اکابر کی تصریحات وتحقیقات کی روشنی میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی توہین یا تنقیص کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ بدبخت سزائے موت کا حق دار ہے۔ چنانچہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۸۶ء میں متفقہ طور پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کو منظور کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے سزائے موت مقرر کی۔

اسلام دشمن مغربی طاقتوں، پاکستان میں ان کے ایجنٹوں اور کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں نے اسے امتیازی اور کالا قانون قرار دے کر اسے ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ امریکا کئی مرتبہ اس قانون کی وجہ سے پاکستان کی امداد بند کرچکا ہے اور بارہا امریکی امداد کی بحالی قانون توہین رسالت کی منسوخی کے ساتھ مشروط کی گئی۔ نام نہاد حقوق انسانی کی تنظیمیں وقتاً فوقتاً اس قانون پر شب خون مارنے کی ناکام کوششیں کرتی رہتی ہیں، مگر اسلامیان پاکستان کے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت ومحبت کی بناپر وہ ہمیشہ اپنی کوششوں میں ناکام رہے اور انشاء اللہ ناکام ہی رہیں گے۔

یہود ونصاریٰ اور ان کے ایجنٹی کا کردار ادا کرنے والے قادیانیوں نے حدود آرڈی نینس کے بعد اگلا ہدف قانون تحفظ ناموس رسالت اور امتناع قادیانیت ۱۹۸۴ء کو بنا رکھا ہے۔ اندرون خانہ سازشوں کے تانے بانے تیار کئے جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں بھی گورنر پنجاب اور وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی کے متعفن اور بدبودار بیانات سے بھی اس کا اظہار کیا گیا۔ اب قادیانیوں کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے وفاقی وزیر مذہبی امور سے خفیہ ملاقات کرکے اپنے مطالبات اور تحفظات پیش کئے، جس پر پورے ملک میں تشویش واضطراب کی لہر دوڑ گئی اور مختلف دینی حلقوں کی جانب سے اس صورت حال پر وفاقی وزیر مذہبی امور سے اس ملاقات کے بارہ میں اپنی پوزیشن واضح کرنے کے مطالبات اخبارات میں سامنے آئے۔ خبر ملاحظہ ہو:

’’اسلام آباد (جمشید عباسی، نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کے اعلیٰ سطحی وفد کی وفاقی وزیر مذہبی امور عامہ حامد سعید کاظمی سے خفیہ ملاقات کا انکشاف، قادیانیوں کی جانب سے قانون توہین رسالت اور امتناع قادیانیت ۱۹۸۴ء میں ترامیم کا مطالبہ، وزیر مذہبی امور نے سزاؤں میں نرمی ونظر ثانی کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کو خط تحریر کردیا۔ انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چناب نگر سے آئے ہوئے قادیانیوں کے ایک وفد نے سلیم الدین نامی قادیانی رہنما کی قیادت میں وفاقی وزیر مذہبی امور حامد سعید کاظمی سے ملاقات کی، اس ملاقات میں قادیانی وفد کے علاوہ سیکریٹری مذہبی امور آغا سرور رضا قزلباش اور وزارت داخلہ کے چند افسران بھی موجود تھے۔ ملاقات وزارت مذہبی امور کے دفتر میں ہوئی، ذرائع کے مطابق قادیانی وفد نے ملاقات کے لئے وزیر مذہبی امور سے خط لکھ کر وقت لیا تھا۔ ذرائع سے

معلوم ہوا ہے کہ فریقین میں یہ بھی طے پایا کہ حالات کے پیش نظر ملاقات اور اس کی تفصیل کو خفیہ رکھا جائے گا۔ ملاقات کے دوران قادیانی وفد نے کئی اہم مسائل سے وفاقی وزیر کو آگاہ کیا اور خاص کر توہین رسالت قانون اور دفعہ ۲۹۵-سی کے متعلق اپنے تحفظات سے آگاہ کیا، ان کا کہنا تھا کہ اس قانون کی وجہ سے کئی قادیانی سزائے موت پا چکے ہیں، حالانکہ ان کا جرم سزائے موت کا نہیں تھا، جذباتی مسلمان مشتعل ہو کر تھانوں میں جا کر دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت مقدمہ درج کرا دیتے ہیں، قادیانی وفد کا یہ بھی کہنا تھا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کا بھی غلط استعمال کیا جا رہا ہے، قادیانی وفد کا مطالبہ تھا کہ توہین رسالت قانون اور دفعہ ۲۹۵-سی کے استعمال میں احتیاط سے کام لیا جائے، اس میں ترامیم کی جائیں، اس قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے ملک کا امیج خراب ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء پر بھی نظر ثانی کی جائے۔ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وفاقی وزیر مذہبی امور حامد سعید کاظمی نے اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی آئین وقانون کے دائرے میں رہ کر اپنی عبادات اور مذہبی سرگرمیاں جاری رکھیں اور طے شدہ حدود سے تجاوز نہ کریں، البتہ جو قوانین ان کے خلاف غلط استعمال ہوتے ہیں اس کے لئے کوئی ضابطہ طے کیا جائے گا تاکہ کسی پر ظلم نہ ہو سکے۔ دریں اثنا وفاقی وزیر مذہبی امور حامد سعید کاظمی نے اس حوالے سے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کچھ عرصہ قبل قادیانی وفد سے ان کی ملاقات ہوئی ہے، اس ملاقات میں قادیانی وفد نے چند مطالبات ضرور کئے، میں نے اس وفد سے کہا تھا کہ توہین رسالت قانون ۲۹۵-سی اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کی وجہ سے اقلیتوں کو تحفظ ملتا ہے، اگر یہ قانون ختم کر دیئے جائیں تو پھر گوجرہ جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں، عوام مشتعل ہو کر قانون ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس ایکٹ میں ترمیم کا مطالبہ غلط ہے، البتہ اس کا غلط استعمال روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے، البتہ حامد سعید کاظمی نے اس بات کی تردید کی کہ انہوں نے اس حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کو خط لکھا ہے، تاہم معتبر ذرائع سے ملنے والی رپورٹ کے مطابق قادیانی وفد سے ملاقات کے بعد وفاقی وزیر حامد سعید کاظمی نے اس کونسل کو ایک خط تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کونسل چند قوانین کے حوالے سے اپنی ترامیم تجویز کرے، انہوں نے لکھا کہ قادیانیوں کی جانب سے بسم اللہ، درود شریف اور اپنے اذان دینے پر ۲۹۵-سی کی بجائے ۲۹۸-بی لاگو کی جائے، جس میں سزا ۳ سال ہے، وفاقی وزیر نے اپنے خط میں مزید تحریر کیا ہے کہ کونسل کو دیکھنا چاہئے کہ مندرجہ بالا اقدام سے کون سا مقدمہ کس دفعہ کے تحت بنتا ہے۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۳۱/مارچ ۲۰۱۰ء)

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے اراکین نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس قادیانی ناسور کو امت مسلمہ کے وجود سے کاٹ کر الگ کر دیا۔ آئین اور قانون کا تقاضا تو یہ تھا کہ قادیانی شعائر اسلام، اسلام کی مقدس شخصیات کے القابات کے استعمال کرنے، خود کو مسلمان کہلوانے اور قادیانی مذہب کو بطور اسلام پیش کرنے سے رک جاتے۔ مگر قادیانیوں نے اس قانون کو نہ صرف تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف ہرزہ سرائی اور کھلم کھلا بغاوت پر اتر آئے۔

چنانچہ ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے قادیانیوں کو مذکورہ امور سے روک دیا۔ اسلام دشمن مغربی طاقتوں نے قادیانی اور اس کے حواریوں کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اس صدارتی آرڈیننس کو قادیانیوں کے انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہوئے امریکی سینیٹ کی خارجہ تعلقات کی کمیٹی نے پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد کو اس قانون کی منسوخی کے ساتھ مشروط کر دیا۔ قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہاں بھی ذلیل ورسوا ہوئے۔

قادیانی آستین کے سانپ، ملک وملت کے غدار، شیطان کے آلہ کار، امریکا، برطانیہ اور دوسری لادین قوتوں کے ایجنٹ ہیں جو اپنے آقاؤں کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی دسیسہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تقدیر پر راضی رہنا چاہیے

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

تقدیر کے عقیدے پر ایمان لا چکے ہو:

عقیدہ کے اعتبار سے تو ہر مومن کا تقدیر پر ایمان ہوتا ہے، جب ایک بندہ ایمان لاتا ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانے کے ساتھ وہ تقدیر پر بھی ایمان لاتا ہے:

"امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ"

لیکن اس ایمان کا اثر عموماً اس کی زندگی پر ظاہر نہیں ہوتا اور اس عقیدے کا استحضار نہیں رہتا اور اس کی طرف دھیان نہیں رہتا۔ جس کی وجہ سے وہ دنیا میں پریشان ہوتا رہتا ہے، اس لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جب تم اس عقیدے پر ایمان لے آئے تو اس عقیدے کو اپنی زندگی کا جزو بناؤ اور اس عقیدے کا دھیان پیدا کرو اور اس کو یاد رکھو اور جو بھی واقعہ پیش آئے اس وقت اس کو تازہ کرو کہ میں اللہ کی تقدیر پر ایمان لایا تھا، اس لئے مجھے اس پر راضی رہنا چاہئے، یہ فرق ہے ایک عام آدمی میں اور اس شخص میں جس نے صوفیاء کرام کی زیر تربیت اس عقیدے کو اپنی زندگی میں اپنانے کی کوشش کی ہو... لہٰذا اس عقیدے کو اس طرح حال بنالیں کہ جب کبھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو اس وقت "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھے اور ساتھ میں اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، آگے ہمیں اس کے اندر چوں وچرا کرنے کی گنجائش نہیں... اس کی مشق کرنے پڑتی ہے، تب جا کر یہ عقیدہ حال بن جاتا ہے اور جب یہ حال بن جاتا ہے تو پھر ایسے شخص کو دنیا میں کبھی پریشانی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اس عقیدے کو ہم سب کا حال بنادے۔ آمین۔

یہ پریشانی کیوں ہے؟

دیکھئے صدمہ اور غم اور چیز ہے یہ تو ہر شخص کو پیش آتی ہیں، لیکن ایک ہے پریشانی وہ یہ کہ آدمی اس غم اور صدمہ کی وجہ سے بے تاب اور بے چین ہے۔ کسی کروٹ چین نہیں آرہا ہے یہ پریشانی کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہ شخص اس فیصلے پر عقلی طور پر راضی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے آدمی کو چین اور سکون کیسے میسر آئے؟... اور جس شخص کا اس بات پر ایمان ہے کہ میرے اختیار میں جو کچھ تھا وہ اس نے کرلیا اب آگے میرے اختیار سے باہر تھا، اس لئے میں کچھ نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ برحق ہے، ایسے شخص کو کبھی پریشانی لاحق نہیں ہوگی، غم اور صدمہ ضرور ہوگا، لیکن پریشانی نہیں ہوگی۔

آب زر سے لکھنے کا قابل جملہ:

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو مجھے اس پر بہت شدید صدمہ ہوا، زندگی میں اتنا بڑا صدمہ کبھی پیش نہیں آیا تھا، اور یہ صدمہ بے چینی کی حد تک پہنچا ہوا تھا، کسی کروٹ کسی حال قرار نہیں آرہا تھا اور اس صدمہ پر رونا بھی نہیں آرہا تھا۔ اس لئے کہ بعض اوقات رونے سے دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے... اس وقت میں نے اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی قدس اللہ سرہ کو اپنی یہ کیفیت لکھی تو انہوں نے جواب میں صرف ایک جملہ لکھ دیا اور الحمدللہ آج تک وہ جملہ دل پر نقش ہے اور اس ایک جملے نے اتنا فائدہ پہنچایا کہ میں بیان نہیں کرسکتا، وہ جملہ یہ تھا:

"صدمہ تو اپنی جگہ پر ہے، لیکن غیر اختیاری امور پر اتنی زیادہ پریشانی قابل اصلاح ہے۔"

یعنی صدمہ تو اپنی جگہ ہے، وہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ عظیم باپ سے جدائی ہوگئی، لیکن یہ ایک غیر اختیاری واقعہ پیش آیا، اس لئے تم یہ نہیں کرسکتے تھے کہ موت کے وقت کو ٹلا دیتے، اب اس غیر اختیاری واقعے پر اتنی پریشانی قابل اصلاح ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ رضا بالقضاء کا جو حکم ہے اس پر عمل نہیں ہورہا ہے اور اس پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی ہورہی ہے... یقین جانئے اس ایک جملے کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے سینے پر برف رکھ دی اور میری آنکھیں کھول دیں۔

لوح دل پر یہ "جملہ" نقش کرلیں:

ایک اور موقع پر اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ خان" کو میں نے خط میں لکھا کہ حضرت! فلاں بات کی وجہ سے سخت پریشانی ہے،

جواب میں حضرت والاؒ نے یہ جملہ لکھا کہ:

''جس شخص کا اللہ جل جلالہ سے تعلق ہو، اس کا پریشانی سے کیا تعلق؟''

یعنی پریشانی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط نہیں، جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہو تو پھر پریشانی کے آنے کی مجال نہیں... اس لئے کہ جو صدمہ اور غم ہو رہا ہے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے کہو: یا اللہ! اس کو دور فرما دیں اور پھر اللہ تعالیٰ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو، لیکن پریشانی کس بات کی؟ لہٰذا اگر رضا بالقضا حال بن جائے اور جسم و جان کے اندر داخل ہو جائے تو پھر پریشانی کا گزر نہیں ہو سکتا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کے راحت و سکون کا راز:

حضرت ذوالنون مصریؒ سے کسی نے جا کر پوچھا کہ حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا: بڑے مزے میں ہوں، اور اس شخص کے مزے کا کیا پوچھتے ہو کہ اس کائنات میں کوئی واقعہ اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا، بلکہ جو واقعہ بھی پیش آتا ہے وہ اس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، لہٰذا دنیا کے سارے کام میری مرضی کے مطابق ہو رہے ہیں.... سوال کرنے والے نے کہا کہ حضرت! یہ بات تو انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہوئی، دنیا کے تمام کام ان کی مرضی کے مطابق ہو جائیں، آپ کو یہ کیسے حاصل ہوئی؟ جواب میں فرمایا کہ میں نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کر دیا ہے، جو اللہ کی مرضی، وہ میری مرضی اور دنیا کے سارے کام اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتے ہیں اور میری بھی وہی مرضی ہے اور جب سارے کام میری مرضی سے ہو رہے ہیں تو میرے مزے کا کیا پوچھنا، پریشانی تو میرے پاس بھی نہیں پھٹکتی، پریشانی تو اس شخص کو ہو جس کی مرضی کے خلاف کام ہوتے ہوں۔

تکالیف بھی حقیقت میں رحمت ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن کو رضا بالقضا کی دولت عطا فرما دیتے ہیں ان کے پاس پریشانی کا گزر نہیں ہوتا... ان کو صدمہ ضرور ہوتا ہے، غم اور تکلیف ان کے پاس ضرور آتی ہے لیکن پریشانی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ غم یا صدمہ آ رہا ہے، وہ میرے مالک کی طرف سے آ رہا ہے، اور میرے مالک کی حکمت کے مطابق آ رہا ہے اور میرے مالک کی تقدیر کے مطابق میرا فائدہ بھی اسی میں ہے، حتیٰ کہ بعض بزرگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

یعنی یہ بات تمہارے دشمن کو نصیب نہ ہو کہ وہ تیری تلوار سے ہلاک ہو، دوستوں کا سر سلامت رہے کہ تو اس پر اپنا خنجر آزمائے.... یعنی یہ جو تکلیفیں پہنچ رہی ہیں، یہ بھی ان کی رحمت کا عنوان ہے، اور جب ان کی رحمت کا عنوان ہے تو دوسروں کو کیوں پہنچیں، یہ بھی ہمیں پہنچیں۔

ایک مثال:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کا محبوب ہے، اس سے آپ کو انتہا درجہ کی محبت ہے اور اس محبوب کے دور ہونے کی وجہ سے بہت عرصہ سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی، اچانک وہ محبوب آپ کے پاس آتا ہے اور چپکے سے آ کر آپ کو پیچھے سے پکڑ کر زور سے دبا لیتا ہے اور اتنی زور سے دباتا ہے کہ پسلیاں ٹوٹنے کے قریب ہونے لگتی ہیں اور آپ کو تکلیف ہوتی ہے جس کے نتیجے میں آپ چیختے اور چلاتے ہیں اور اپنے کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں تمہارا فلاں محبوب ہوں، اگر تمہیں میرا دبانا پسند نہیں ہے تو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں اور تمہارے رقیب کو دبا لیتا ہوں، اگر تم عاشق صادق ہو تو یہی جواب دو گے کہ میرے رقیب کو مت دبانا، بلکہ مجھے ہی دباؤ اور زور سے دباؤ، اور یہ شعر پڑھو گے:

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں یہ ادراک عطا فرما دے کہ یہ تکلیفیں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عنوان ہیں، لیکن ہم چونکہ کمزور ہیں، اس لئے ہم ان تکالیف کو مانگتے نہیں، لیکن جب وہ تکلیف آ گئی تو ان کی حکمت اور فیصلے سے آئی ہے، اس لئے وہ ہمارے حق میں بہتر ہے۔

تکلیف مت مانگو، لیکن آئے تو صبر کرو:

ہمارے بس کا یہ کام نہیں ہے کہ ہم ان تکالیف کو مانگیں، لیکن جن کو ان تکالیف کی حقیقت کا ادراک ہوتا ہے وہ بعض اوقات مانگ بھی لیتے ہیں، چنانچہ بعض صوفیاء کرام سے مانگنا منقول ہے، خاص کر وہ تکلیف جو دین کے راستے میں پہنچے اس کو تو عاشقان صادق نے ہزار ہا تکالیف پر مقدم اور افضل قرار دیا، اس کے بارے میں یہ شعر کہا کہ:

بجرم عشق تو کشند عجب غوغائیست
تو نیز برسر بام آ کہ خوش تماشائیست

یعنی تیرے جرم میں لوگ مجھے مار رہے ہیں اور گھسیٹ رہے ہیں اور ایک شور برپا ہے، آ کر دیکھ کہ تماشے کا کیسا شاندار منظر ہے... یہ تو بڑے لوگوں کی بات ہے لیکن ہم لوگ چونکہ کمزور ہیں، طاقت اور قوت اور صلاحیت نہیں ہے، اس لئے ان تکالیف کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے نہیں ہیں بلکہ عافیت مانگتے ہیں کہ یا اللہ! عافیت عطا فرمائیے اور جب تکلیف آ جاتی ہے تو اس

کے ازالے کی بھی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! یہ تکلیف اگرچہ آپ کی نعمت ہے، لیکن ہماری کمزوری پر نظر کرتے ہوئے اس نعمت کو عافیت سے بدل دیجئے، لیکن پریشانی نہیں ہونی چاہئے، اس کا نام ”رضا بالقضا“ ہے۔ تقدیر پر ایمان تو سب کا ہوتا ہے کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا تھا وہ ہوگیا، لیکن اس عقیدے کو اپنی زندگی کا حال بنانا چاہئے ”حال“ بنانے کے بعد انشاء اللہ پریشانی پاس نہیں پھٹکے گی۔

اللہ والوں کا حال:

چنانچہ آپ نے اللہ والوں کو دیکھا ہوگا کہ ان کو آپ کبھی بے تاب اور بے چین اور پریشان نہیں پائیں گے، ان کے ساتھ کیسا ہی بڑے سے بڑا ناگوار واقعہ پیش آجائے، اس پر ان کو غم تو ہوگا، لیکن بے تابی اور بے چینی اور پریشانی ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتی، اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، اس پر راضی رہنا ضروری ہے، لہٰذا انسان کی زندگی میں جب بھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ خیال کرتے ہوئے اس پر راضی رہنے کی فکر کرے، غم، صدمہ اور پریشانی کا یہی علاج ہے اور ایسا کرنے سے اس کو اعلیٰ درجہ کا صبر حاصل ہوجائے گا اور صبر وہ اعلیٰ عبادت ہے جو ساری عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرمائیں گے۔“ (الزمر:۱۰)

کوئی شخص تکلیف سے خالی نہیں:

ہر تکلیف کے موقع پر سوچنا چاہئے کہ اس کائنات میں کوئی ایسا شخص ہو نہیں سکتا جس کو اپنی زندگی میں کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو، چاہے وہ بڑے سے بڑا بادشاہ ہو، بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور دولت مند ہو، بڑے سے بڑا صاحب منصب ہو، بڑے سے بڑا نیک، ولی اللہ ہو، بڑے سے بڑا نبی ہو، لہٰذا تکلیف تو تمہیں ضرور پہنچے گی، تم چاہو تو بھی پہنچے گی اور نہ چاہو تو بھی پہنچے گی۔ اس لئے کہ یہ دنیا ایسی جگہ ہے جہاں راحت بھی ہے، غم بھی ہے، خوشی بھی ہے، پریشانی بھی ہے، خالص راحت بھی کسی کو حاصل نہیں، خالص غم بھی کسی کو میسر نہیں، یہ طے شدہ بات ہے حتیٰ کہ خدا کا انکار کرنے والوں نے خدا کے وجود کا انکار کردیا۔ (العیاذ باللہ) لیکن اس بات سے انکار نہیں کرسکے کہ اس دنیا میں کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، جب یہ بات طے شدہ ہے کہ تکلیف پہنچنی ہے تو اب سوال یہ ہے کہ کون سی تکلیف پہنچے اور کون سی تکلیف نہ پہنچے، اس کا ایک راستہ تو یہ ہے کہ تم خود فیصلہ کرلو کہ مجھے فلاں تکلیف پہنچے اور فلاں تکلیف نہ پہنچے، کیا تمہارے اندر اس بات کی طاقت ہے کہ تم یہ فیصلہ کرو کہ فلاں تکلیف میرے حق میں بہتر ہے اور فلاں تکلیف بہتر نہیں ہے؟ ظاہر ہے کہ تم نہیں جانتے کہ کون سے تکلیف کا انجام میرے حق میں بہتر ہوگا اور کون سی تکلیف کا انجام بہتر نہیں ہوگا، لہٰذا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کردو اور یہ کہہ دو کہ یا اللہ! آپ اپنے فیصلے کے مطابق جو تکلیف دینا چاہیں وہ دے دیجئے اور پھر اس کو برداشت کرنے کی طاقت بھی دے دیجئے اور اس پر صبر بھی عطا فرمایئے۔

چھوٹی تکلیف بڑی تکلیف کو ٹال دیتی ہے:

انسان بے چارہ اپنی عقل کے دائرے میں محدود ہے، اس کو یہ پتہ نہیں کہ جو تکلیف مجھے پہنچی ہے اس نے مجھے کسی بڑی تکلیف سے بچالیا ہے، مثلاً کسی شخص کو بخار آگیا تو اب اس بخار کی تکلیف نظر آرہی ہے یا کوئی شخص کسی ملازمت کے لئے کوشش کررہا تھا، لیکن وہ ملازمت اس کو نہیں ملی، اس کو یہ تکلیف نظر آرہی ہے، لیکن اس کو یہ معلوم نہیں کہ اگر یہ تکلیف نہ پہنچتی تو دوسری کون سی تکلیف پہنچتی؟ اور وہ تکلیف بڑی تھی یا یہ تکلیف بڑی ہے؟ چونکہ اس کو اس کا علم نہیں ہے، اس لئے جو تکلیف اس کو پہنچی ہے وہ اس کو لے کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کا ذکر اور چرچا کرتا رہتا ہے کہ ہائے مجھے یہ تکلیف پہنچ گئی، بلکہ اس موقع پر انسان یہ سوچے کہ اچھا ہوا کہ اس چھوٹی سی تکلیف پر بات ٹل گئی، ورنہ خدا جانے کتنی بڑی مصیبت آتی، کیا بلا نازل ہوتی، یہ سوچنے سے انسان کو تسلی ہوجاتی ہے، کبھی کبھی اللہ تعالیٰ انسان کو دکھا بھی دیتے ہیں کہ جس مصیبت کو تم بڑی تکلیف سمجھ رہے تھے، دیکھو وہ کیسی رحمت ثابت ہوئی۔

اللہ سے مدد مانگو:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تسلی کے لئے یہ دعا بھی تلقین فرمادی کہ: ”لا ملجا و لا منجا من اللہ الا الیہ۔“ اللہ تعالیٰ سے بچاؤ کا سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ اسی کی آغوش رحمت میں پناہ لو، یعنی اس کے فیصلے پر راضی رہو اور پھر اسی سے مدد مانگو، یا اللہ! اس کو دور فرمادیجئے، اسی بات کو مولانا رومیؒ ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہیں کہ ایک تیرانداز کا تصور کرو، جس کے پاس اتنی بڑی تیر کمان ہے جس نے ساری کائنات کو گھیرے میں لیا ہوا ہے اور اس کمان کی ہر ہر حصے میں تیر لگے ہوئے ہیں اور دنیا میں کوئی جگہ ایسی محفوظ نہیں ہے، جس جگہ پر وہ تیر نہ پہنچ سکتے ہوں، پوری دنیا کا چپہ چپہ اس کی زد میں ہے، اب سوال یہ ہے کہ ایسے تیرانداز کے تیروں سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ کون سی جگہ ایسی ہے جہاں پر جاکر ان تیروں سے بچا جاسکے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تم تیروں سے بچنا چاہتے ہو تو اس تیرانداز کے پہلو میں جاکر کھڑے ہوجاؤ، اس کے علاوہ کوئی اور جگہ بچاؤ کی نہیں ہے... اس طرح یہ مصائب، یہ حوادثات، یہ پریشانیاں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلوں کے تیر ہیں، ان تیروں سے اگر بچاؤ کی کوئی جگہ ہے تو

اللہ تعالیٰ ہی کے دامن رحمت میں ہے، اس کے علاوہ کوئی جگہ نہیں ہے... اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یا اللہ! ناقابل برداشت تکلیف مت دیجئے اور جب تکلیف دیں تو اس پر صبر بھی عطا فرمادیں اور اس کو میری مغفرت اور ترقی درجات کا ذریعہ بنائیے۔ آمین۔

ایک نادان بچے سے سبق لیں:

آپ نے چھوٹے بچے کو دیکھا ہوگا کہ جب ماں اس کو مارتی ہے، اس وقت بھی وہ ماں ہی کی گود میں اور زیادہ گھستا ہے، حالانکہ جانتا ہے کہ میری ماں مجھے مار رہی ہے، کیوں؟ اس لئے کہ وہ بچہ یہ بھی جانتا ہے کہ ماں پٹائی تو کررہی ہے لیکن اس پٹائی کا علاج بھی اسی کے پاس ہے اور مجھے شفقت اور محبت بھی اس کی آغوش میں مل سکتی ہے.... لہٰذا جب بھی کوئی ناگوار بات یا واقعہ پیش آجائے تو یہ سوچو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسی کی آغوش رحمت میں مجھے پناہ مل سکتی ہے، یہ سوچ کر پھر اسی سے اس کے ازالے کی اور اس پر صبر کی دعا کریں، یہ ''رضا بالقضا'' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو عطا فرمادیں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر رضامندی خیر کی دلیل ہے:

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو اپنی قسمت پر راضی کردیتے ہیں اور اس قسمت میں اس کے لئے برکت بھی عطا فرماتے ہیں اور جب کسی سے بھلائی کا ارادہ نہ فرمائیں (العیاذ باللہ) تو اس کو اس کی قسمت پر راضی نہیں کرتے۔ یعنی اس کے دل میں قسمت پر اطمینان اور رضا پیدا نہیں ہوتی اور اس کے نتیجے میں یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ حاصل ہے، اس میں بھی برکت نہیں ہوتی...''

اس حدیث کے ذریعہ یہ بتادیا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو قسمت پر راضی کردیتے ہیں اور اس کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ اس کو تھوڑا ملا ہو، لیکن اس تھوڑے میں ہی اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمادیتے ہیں۔

برکت کا مطلب اور مفہوم:

آج کی دنیا گنتی کی دنیا ہے اور ہر چیز کی گنتی کی جاتی ہے، مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے ایک ہزار روپے ملتے ہیں، دوسرا کہتا ہے کہ مجھے دو ہزار روپے ملتے ہیں، تیسرا کہتا ہے کہ مجھے دس ہزار روپے ملتے ہیں... لیکن کوئی شخص یہ نہیں دیکھتا کہ اس گنتی کے نتیجے میں مجھے کتنی راحت ملی، کتنا آرام ملا؟ کتنی عافیت حاصل ہوئی؟ اب مثلاً ایک شخص کو پچاس ہزار روپے مل گئے، لیکن گھر کے اندر پریشانیاں، بیماریاں ہیں اور سکون حاصل نہیں ہے اور ہر وقت پریشانی کے اندر مبتلا ہے، اب بتائیے وہ پچاس ہزار کس کام کے؟ اس سے پتہ چلا کہ وہ پچاس ہزار روپے برکت والے نہیں تھے، بے برکتی والے تھے... ایک دوسرا شخص ہے جس کو ایک ہزار روپے ملے لیکن اس کو راحت اور آرام اور عافیت میسر ہے، تو اگرچہ وہ گنتی میں ایک ہزار ہیں، لیکن اپنے حاصل اور نتائج کے اعتبار سے یہ ایک ہزار والا پچاس ہزار روالے سے آگے بڑھ گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہزار برکت والے تھے اور ایک ہزار سے بے شمار کام اور فائدے حاصل ہوگئے۔

ایک نواب کا واقعہ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے مواعظ میں فرمایا ہے کہ لکھنؤ میں ایک نواب تھے، ان کی بڑی زمینیں، جائیدادیں، نوکر چاکر وغیرہ سب کچھ تھا۔ ایک مرتبہ میری ان سے ملاقات ہوئی تو ان نواب صاحب نے خود مجھے بتایا کہ: میں اپنے بارے میں آپ کو کیا بتاؤں کہ میرے پاس یہ ساری دولتیں ہیں، جو آپ دیکھ رہے ہیں، لیکن مجھے ایک ایسی بیماری لاحق ہوگئی ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی چیز نہیں کھاسکتا اور میرے معالج نے میرے لئے صرف ایک غذا تجویز کی ہے، وہ یہ کہ گوشت کا قیمہ بناؤ اور اس قیمہ کو ایک کپڑے میں باندھ کر اس کا رس نکالو اور اس کو چمچے کے ذریعہ پیو... اب دیکھئے، دسترخوان پر دنیا بھر کے انواع واقسام کے کھانے چنے ہوئے ہیں، ہزار قسم کی نعمتیں حاصل ہیں لیکن صاحب بہادر کھا نہیں سکتے، اس لئے کہ بیمار ہیں۔ ڈاکٹر نے منع کردیا ہے۔ بتاؤ وہ دولت کس کام کی جس کو انسان اپنی مرضی سے استعمال نہ کرسکے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نعمت میں برکت نہیں ڈالی، اس کا

قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان

راولپنڈی (زاہد وسیم) محمد فیاض احمد ولد محمد رزاق جو کہ گاؤں کسراں تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کا رہائشی ہے نے یکم جنوری ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۴/محرم الحرام ۱۴۳۱ھ کو جامع مسجد حنفیہ کے خطیب مولانا قاری عبدالرؤف کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ الحمدللہ! محمد فیاض احمد ولد محمد رزاق نے جمعہ کے اجتماع میں تمام حاضرین کے سامنے کہا کہ: میں مرزا قادیانی کو جھوٹا، کذاب، دجال اور کافر تسلیم کرتا ہوں اور اس کو ظلی یا بروزی کسی صورت میں نبی تسلیم نہیں کرتا، اس کذاب کے تمام پیروکاروں قادیانی ہوں یا لاہوری، سب کو کافر تسلیم کرتا ہوں۔ تمام نمازیوں نے جناب محمد فیاض احمد کو قبول اسلام پر مبارک باد دی اور اس کے لئے استقامت کی دعا کی۔

نتیجہ یہ ہے کہ وہ نعمت بیکار ہوگئی... ایک دوسرا آدمی ہے جو محنت مزدوری کرتا ہے، ساگ روٹی کھاتا ہے، لیکن بھرپور بھوک کے ساتھ اور پوری لذت کے ساتھ کھاتا ہے اور وہ کھانا اس کے جسم کو جا کر لگتا ہے، اب بتایئے یہ مزدور بہتر ہے یا وہ نواب بہتر ہے؟ حالانکہ گنتی اس کی زیادہ ہے اور اس مزدور کی گنتی کم ہے، لیکن راحت اس مزدور کو نصیب ہے، اس نواب کو میسر نہیں، اس کا نام ہے برکت۔

قسمت پر راضی رہو:

بہر حال، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا جو بندہ قسمت پر راضی ہو جائے اور قسمت پر راضی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تدبیر چھوڑ دے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے، بلکہ کام کرتا رہے، لیکن ساتھ میں اس پر راضی ہو کہ یہ کام کرنے کے نتیجے میں جو کچھ مجھے مل رہا ہے، وہ میرے لئے بہتر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی میں برکت عطا فرما دیتے ہیں، اسی کو راحت کا سبب بنا دیتے ہیں... اور اگر کوئی شخص قسمت پر راضی نہ ہو، بلکہ ہر وقت ناشکری کرتا رہے اور یہ کہتا رہے کہ مجھے تو ملا ہی کیا ہے، میں تو محروم ہی رہ گیا، میں تو پیچھے رہ گیا تو اس کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ تھوڑا بہت ملا ہوا ہے، اس کی لذت سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور اس میں برکت نہیں ہوتی... انجام تو وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے اور اتنا ہی ملے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہیں گے، تمہارے رونے سے ناشکری کرنے سے تمہاری حالت نہیں بدل جائے گی، لیکن اس ناشکری سے نقصان یہ ہوگا کہ موجودہ نعمت سے جو نفع حاصل ہو سکتا تھا وہ بھی حاصل نہ ہوگا۔

میرے پیمانے میں لیکن حاصل میخانہ ہے:

اس لئے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر راضی رہو چاہے وہ مال و دولت کی نعمت ہو، پیشے کی نعمت ہو، صحت کی نعمت ہو، حسن و جمال کی نعمت ہو، دنیا کی ہر دولت اور ہر نعمت پر راضی رہو اور یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت جس مقدار میں مجھے عطا فرمائی ہے وہ میرے حق میں بہتر ہے، ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ کا ایک شعر ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے، فرمایا:

مجھ کو اس سے کیا غرض کس جام میں ہے کتنی مے
میرے پیمانے میں لیکن حاصل مے خانہ ہے

یعنی دوسروں کے پیالوں میں کتنی مے بھری ہے، مجھے اس سے کیا تعلق، لیکن میرے پیمانے میں جو مے ہے، وہ میرے لئے کافی ہے۔ لہٰذا مجھے اس سے کیا غرض کہ کسی کو ہزار مل گئے، کسی کو لاکھ ملے، کوئی کروڑ پتی بن گیا، لیکن جو کچھ مجھے ملا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، میں اسی میں مگن ہوں اور اسی پر خوش ہوں... بس یہ فکر حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اسی فکر سے قناعت حاصل ہوتی ہے، اس سے رضا بالقضا حاصل ہوتی ہے، اسی سے تکلیفیں اور صدمے دور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ فکر عطا فرما دے اور اس کو ہمارا حال بنا دے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

نوشہرہ میں علمائے امت کی شہادت پر احتجاجی جلوس

نوشہرہ/ زڑہ میانہ (بدیع الزماں) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نوشہرہ کے زیر اہتمام شہید ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کی بہیمانہ شہادت پر غم و غصہ کے اظہار کے لئے احتجاجی جلوس کا اعلان ہوا۔ مختصر وقت میں کثیر تعداد میں علماء کرام، خطباء حضرات اور عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد نوشہرہ صدر پہنچے۔ ضلع نوشہرہ کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد اسلم، ضلعی راہنما مولانا ساجد علی، مبلغ ختم نبوت عابد کمال، مولانا محمد جوہر، مولانا مفتی اجمل غنی، مولانا قاری فہیم الحق، صوفی محمد یونس، مولانا حافظ ذاکر اعظم، اور جمعیت علماء اسلام کے ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا مفتی حاکم علی نے جلوس کی قیادت کی۔ پُرامن جلوس جامع مسجد صدر سے شروع ہو کر صدر بازار اور شوبرا چوک سے گزرتا ہوا، پریس کلب پہنچا اور اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ قائدین جلوس نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ ایک طرف حضرت مفتی جلال پوریؒ کی شہادت جہاں عظیم سانحہ، بہت بڑا ظلم، بربریت، سفاکی اور ناقابل تلافی نقصان اور کھلی دہشت گردی ہے، وہاں حکومت کے لئے امن و امان برقرار رکھنے اور عوام کے جان و مال کے تحفظ میں ناکامی کا بین ثبوت ہے۔ علماء کرام جو ہمیشہ امن و امان، عدل و انصاف، حب الوطنی، رواداری اور اخوت کا درس دیتے ہیں، ان کی شہادت اس معاشرہ کو افراتفری، قتل و غارت، بے چینی میں دھکیل دینے کے مترادف ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے اور نفاذ اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ علماء کرام نے ہر قسم کی قربانیاں دی ہیں، اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم پُرامن مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس موقع پر حکومت کا خاموش تماشائی بنا ملک و ملت کو تباہی کی طرف لے جانے کا باعث ہے۔ قائدین اور شرکاء جلوس نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ حضرت جلال پوریؒ کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور کہا کہ موجودہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک اپنے فرائض منصبی پورا کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ مقررین نے اسلام، قوم و ملت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور ان کے خون شہادت کو سلام پیش کرتے ہوئے مغفرت اور درجات عالیہ کے لئے دعا کی۔

زید حامد جھوٹا یا...

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ہماری نوجوان نسل عام طور پر خالی الذہن اور اپنے دین و مذہب کے معاملہ میں لاعلم ہوتی ہے، مگر چونکہ فطرتاً مذہب پسند ہوتی ہے، اس لئے جو شخص بھی دین، مذہب، جہاد اور خلافت کے حق میں کسی قسم کی آواز اٹھائے تو دیوانہ وار اس کے پیچھے دوڑ پڑتی ہے اور اپنے جذبہ اخلاص کی بنا پر ایسی آواز لگانے والے ہر شخص کو مخلص اور موجودہ جبر و تشدد کی فضا سے نکلنے کے لئے نجات دہندہ تصور کرتی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ بعض اوقات ان کے اخلاص و سادگی سے فائدہ اٹھا کر کچھ راہزن، ان کی متاع دین و ایمان لوٹ لیتے ہیں، کچھ اسی طرح کا معاملہ دور حاضر کے ایک طالع آزما زید حامد کا ہے، جس نے نوجوان نسل میں سے کچھ جذباتی بچوں کو اپنے پیچھے دار بیان، چرب زبانی، جھوٹی سچی معلومات اور تک بندی کی بدولت ایسا گرویدہ بنالیا ہے کہ اب وہ زید حامد کے معاملہ میں کسی قسم کی بات سننے، بلکہ اس کے خلاف ٹھوس اور واضح حقائق پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہیں، چنانچہ بروز ہفتہ ۶/ مارچ، ای میل کے ذریعے مدعی نبوت یوسف علی کذاب کے نام نہاد خلیفہ اور صحابی زید حامد کے اسی طرح کے ایک جذباتی عقیدت مند کا تیز و تند مکتوب موصول ہوا، جس میں اس نے شدت سے جواب کا تقاضا کیا، اور اس نے یہ دھمکی بھی دی کہ اگر جواب نہ آیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ آپ لوگ جھوٹے ہیں، ذیل میں اس کا سوال اور راقم کا جواب نذر ناظرین ہے:

س:...... ذیل میں دیئے ہوئے لنک (http://www.takmeel.pk/zaid-hamid-truth) (http://i49tinypic.com/218chp5.jpg) پر کلک کریں اور ان ویڈیوز کو دیکھیں اور جواب دیں کہ جو بھی فتویٰ آپ لوگوں نے زید حامد کے خلاف دیا ہے، وہ شریعت کے سارے تقاضے پورے کرتا ہے؟

میں بھی دیوبندی ہوں لیکن آج آپ لوگوں کی اتنی بڑی لاپرواہی اور انا پرستی نے مجھے سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ کیا میں صحیح راستے پر ہوں؟ اور میری طرح اور بھی بہت سارے لوگ یہی سوچنے پر مجبور ہوں گے، کوئی ایک بھی ایسا ثبوت ہے؟ جو شریعت کے سارے تقاضے پورے کرتا ہو؟ اور جس سے یہ ثابت ہو کہ زید حامد غلط ہے؟

اور ہاں اوپر جو لنک دیا ہے اس میں ساری ویڈیوز کو آخر تک دیکھنا اور سوچنا کہ اللہ کے ہاں کیا جواب دو گے؟ اور اس حدیث کا کیا کرو گے؟ جس کے مطابق کسی کو کافر کا فتویٰ دیا ہے اور وہ کافر نہ ہو تو فتویٰ اپنے اوپر ہی واپس آتا ہے.... اور بتائیں کہ اب آپ کو ہم حدیث کے مطابق کیا سمجھیں مسلمان یا اور ...؟ مجھے پتا ہے کہ آپ لوگ ویڈیو نہیں دیکھتے، کیونکہ اس میں تصویر ہوتی ہے، لیکن آواز تو سن ہی سکتے ہیں ناں، کیونکہ یہ کسی کو کافر کہنے کا مسئلہ ہے؟

زید حامد کے خلاف website سے چیزیں ختم کردیں، اللہ کا واسطہ ہے، آپ لوگوں نے جتنے بھی زید حامد کے خلاف ثبوت وہاں لکھے ہیں، ان میں سے ایک بھی شرعی تقاضے پورے نہیں کرتا اور سب سنی سنائی باتیں لکھی ہوئی ہیں، صرف ایک اخبار کی سرخیاں ثبوت نہیں ہوتیں، آپ میرے سے زیادہ اس مسئلے کو سمجھتے ہیں اور اللہ کا واسطہ ہے، اللہ سے ڈریں اور اگر کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو اس کو جلد از جلد ختم کریں۔

مجھے ۵ دن میں جواب چاہئے اور اگر جواب نہ آیا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ آپ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، کیونکہ میں نے دیوبندی مسلک کے جس بھی عالم کو یہ سوال کیا ہے، اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

حماد احمد بھٹی، ۵/ مارچ ۲۰۱۰ء

جواب: جناب حماد احمد صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا تیز و تند مکتوب موصول ہوا، یاد فرمائی کا شکریہ!

آپ نے اس ناکارہ کو جن کلمات و القابات سے نوازا ہے، یا میری وساطت سے ناکارہ کے ہم خیال حضرات کے بارہ میں جو کچھ ارشادات فرمائے ہیں، میں اس معاملہ میں آپ کو معذور سمجھتا ہوں، اس لئے کہ آنجناب کا زید حامد کے ساتھ محبت و عقیدت کا جذباتی تعلق ہے، اور "حبک الشئی یعمی

ویصم‘‘ کے اصول کے تحت انسان کو جس سے محبت و عشق ہو جائے تو آنکھیں اس کے عیوب دیکھنے سے اندھی اور کان اس کے نقائص سننے سے بہرے ہو جاتے ہیں۔

اے کاش! کہ آپ کو ایسی محبت و عقیدت اپنے ایمان، عقیدہ، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جاتی تو زید حامد کیا، ایسے اربوں، کھربوں انسانوں، ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں کو اپنے ایمان، عقیدہ، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنا آسان ہو جاتا۔ اس لئے کہ ایمان، عقیدہ، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں سب کچھ ہیچ اور پرکاہ کے برابر نہیں، اگر ایمان و عقیدہ صحیح نہیں یا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں تو دنیا و مافیہا کی نعمتیں عبث اور بے کار ہیں، اور جو لوگ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے مدعیوں سے پینگیں بڑھاتے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپؐ کے دشمنوں کا دفاع کرتے ہیں یا اس کا دفاع کرنے والوں سے راہ و رسم رکھتے ہیں، ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

میرے بھائی! میں نے اپنے رسالہ ’’راہبر کے روپ میں راہزن‘‘ میں کہیں نہیں لکھا کہ زید حامد کافر ہے یا اس کے عقائد و نظریات کافرانہ ہیں، ہاں البتہ میں نے یہ ضرور لکھا تھا کہ زید حامد مدعی نبوت ابوالحسین یوسف علی کذاب کا خلیفہ ہے، اور یوسف علی کذاب نے اس کو اپنے صحابی ہونے کی ’’بشارت‘‘ و ’’اعزاز‘‘ سے نوازا ہے۔

چونکہ زید حامد جب یوسف علی کے ساتھ تھا، اس وقت تک وہ زید زمان کے نام سے متعارف تھا، جب یوسف علی اپنے انجام کو پہنچ گیا تو قریب قریب ۱۲،۱۱ سال تک زید زمان گوشہ گمنامی یا تقیہ کے پردے میں چھپا رہا، پھر اچانک وہ زید حامد کے نام سے ٹی وی پروگراموں اور میڈیا پر نظر آنے لگا، اس پر جب راقم الحروف نے لکھا اور مستند ذرائع اور لائق اعتماد شہادتوں سے ثابت کیا کہ یہ وہی زید زمان ہے، جو یوسف علی کذاب کا خلیفہ اور صحابی تھا اور یہ وہی ہے جو یوسف علی کذاب کے کیس کی پیروی میں پیش پیش تھا، تو شروع، شروع میں بلکہ پورے ڈیڑھ سال تک زید حامد اس سے انکار کرتا رہا اور کہتا رہا کہ میں کسی یوسف کذاب کو نہیں جانتا اور میرا کسی یوسف کذاب سے کوئی تعلق نہیں رہا، لیکن جب اس کے خلاف حقائق و شواہد کا جادو سر چڑھ کر بولنے لگا اور کچھ اللہ کے بندوں نے اس کی راہ روکنے کی کوشش کی تو مجبوراً اس کو ردائے تقیہ تار تار پھینکنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔

یوں زید حامد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے کارکنان اور دیگر مقامی علماء کی جانب سے کی گئی پریس کانفرنس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو نشانہ بناتے ہوئے پورے ایک گھنٹہ کی ویڈیو بنا ڈالی، جس میں اس نے راقم الحروف کے اٹھائے گئے ان تمام نکات اور قرائن و شواہد کو جن سے اس کو یوسف علی کا خلیفہ اور صحابی ہونا ثابت کیا گیا تھا، نہ صرف یہ کہ نہیں چھیڑا، بلکہ ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کیا۔ دوسرے الفاظ میں زید حامد نے اپنی اس پوری ویڈیو میں کہیں اشارے، کنائے سے اس کا اظہار نہیں کیا کہ میرا یوسف علی کے ساتھ تعلق نہیں تھا، یا میں اس کا خلیفہ اور صحابی نہیں ہوں، بلکہ پوری ویڈیو میں اس نے مدعی نبوت یوسف کذاب کا بھرپور دفاع کرتے ہوئے اس کے دعویٰ نبوت کے باوجود اس کو شریف انسان اور صوفی مسلمان ثابت کرنے پر پورا زور صرف کیا ہے، اور یوسف کذاب کے خلاف عدالتی مقدمہ، مقدمہ کے گواہوں کو جھوٹا اور اس کیس کی پیروی کرنے والوں کو کذاب و تہمت باز ثابت کرنے کی نہ صرف بھرپور کوشش کی ہے، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ: ’’اگر یہاں اسلامی حکومت ہوتی تو ان سب کو کوڑے لگتے، اور ساری زندگی ان کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔‘‘ اور ایک جگہ جذبات سے مغلوب ہو کر یہاں تک فرما دیا کہ: ’’شرعی عدالت ہوتی تو ان کو پھانسیاں چڑھا دیا جاتا‘‘ وغیرہ وغیرہ۔

میرے بھائی! اگر آپ تعصب کی عینک اتار کر دیکھتے تو آپ کو اندازہ ہو جاتا کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا، زید حامد نے اپنی اس ویڈیو میں میرے موقف اور میری تحریر کی تصدیق کر کے میرے معاملہ کو آسان کر دیا ہے کہ واقعی وہ یوسف علی کا خلیفہ اور اس کا صحابی ہے۔ رہی یہ بات کہ یوسف علی مدعی نبوت تھا یا نہیں؟ اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں؟ یہ تو میرا موضوع ہی نہیں تھا۔ کیونکہ میری تحریر سے قبل یوسف کذاب کے دعویٰ نبوت کا فیصلہ ہو چکا تھا، اور عدالت نے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کے کذب کا فیصلہ کر لیا تھا، چنانچہ یوسف کذاب کی کیسٹوں، بیانات، خود نوشت ڈائری اور گواہوں کی حلفیہ گواہی کی روشنی میں عدالت نے قرار دیا کہ وہ واقعی مدعی نبوت تھا، لہٰذا اس کو سزائے موت دی جاتی ہے۔

بہرحال میں آپ سے اور زید حامد کے دوسرے عقیدت مندوں سے صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ ایک لمحہ کے لئے فرض کیجئے کہ اگر ثابت ہو جائے کہ یوسف علی مدعی نبوت تھا.... جیسا کہ عدالت نے اس کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں کے بیانات اور ۲۵ افراد کے حلفیہ بیانات اور گواہوں کی حلفیہ شہادت اور متعدد اہل علم کے فتاویٰ جات، جیسے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، دارالعلوم امجدیہ کراچی وغیرہ کی مدلل تحریروں سے قرار دیا ہے کہ واقعی یوسف کذاب مدعی نبوت تھا... بتلایا جائے کہ اس وقت زید حامد کے بارہ میں آپ کا کیا موقف ہوگا؟

میرے بھائی! ذرا اس پر بھی غور فرمائیے کہ ایک آدمی اپنے تئیں کتنا ہی اچھا، نیک، صالح اور مسلمانوں کے غم میں گھلنے والا ہو اور مغرب، امریکا، یہودیوں کے خلاف آواز اٹھاتا ہو، غزوۂ ہند اور خلافت اسلامیہ کا داعی ہو، مگر دوسری طرف وہ اپنے آپ کو فرعون، نمرود، قارون، ہامان، شداد، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ اور صحابی بھی باور کراتا ہو، یا کم از کم ان کو مسلمان، دین دار اور صوفی سمجھتا ہو، اسی طرح انہیں مظلوم اور ان کے خلاف بولنے اور لکھنے والوں کو ظالم و بہتان تراش کہتا ہو ایسا شخص مسلمان ہوگا یا کافر؟ ارشاد فرمایئے ایسے شخص کے بارہ میں آپ کا کیا فیصلہ ہوگا؟ آپ اسے مسلمان جانیں گے یا کافر؟ اگر وہ کافر ہے اور یقیناً کافر ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا شخص جو مدعی نبوت یوسف کذاب کو سچا مانتا ہو، اس کو مظلوم اور اس کے خلاف بولنے اور لکھنے والوں کو ظالم سمجھتا ہو، آپ ہی فرمائیں کہ اس کا کیا درجہ ہونا چاہئے؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یوسف علی نے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں؟ اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کے لئے اس کا وہ بیان کافی ہے، جو اس نے مسجد بیت الرضا لاہور میں کیا تھا اور اس میں اس نے کہا تھا کہ:

"آج کم از کم یہاں اس محفل میں ۱۰۰ صحابہ موجود ہیں، ۱۰۰ اولیاء اللہ موجود ہیں، ہر عمر کے لوگ موجود ہیں۔ بھئی صحابی وہی ہوتا ہے ناں، جس نے صحبت رسول میں ایمان کے ساتھ وقت گزارا ہو اور اس پر قائم ہو گیا ہو اور رسول اللہ ہیں ناں اور اگر ہیں تو ان کے صاحب بھی ساتھ ہیں، اس صاحب کے جو مصاحب ہیں وہی تو صحابی ہیں۔"

کیا یہ دعویٰ نبوت نہیں؟ کیا اس میں یوسف کذاب نے اپنے آپ کو رسول اور اپنے ماننے والوں کو صحابی نہیں کہا؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے، تو بتلایا جائے کہ ایک مدعی نبوت کو مسلمان کہنے اور سمجھنے یا اس کی "خلافت" اور "صحابیت" کا تمغہ سجانے والے کے بارہ میں آپ کا کیا موقف ہوگا؟

اب اگر زید حامد صاحب اس کا انکار کریں کہ یوسف علی کذاب نے ایسا نہیں کہا یا یہ اس کی کیسٹ نہیں ہے، یا وہ مدعی نبوت نہیں تھا تو بتلایا جائے کہ چودہ سال کی طویل مدت گزرنے کے بعد موصوف کا یہ انکار قابل تسلیم ہوگا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ زید حامد، یوسف کذاب کی جس کیسٹ اور تقریر سے متعلق کہتا ہے کہ یہ تقریر اور کیسٹ اس کی نہیں، اس کا یہ کہنا اس لئے ناقابل قبول ہے کہ خود یوسف کذاب نے عدالت کے سامنے اس کو تسلیم کیا ہے کہ یہ میری کیسٹ ہے مگر میں اس پر کچھ بولنے سے اس لئے قاصر ہوں کہ میرے وکیل نے مجھے اس پر بات کرنے سے منع کیا ہے۔ (دیکھئے یوسف کذاب کے خلاف عدالت کے فیصلے کی فائل، جو راقم کے پاس موجود ہے)۔

اس کے ساتھ اگر اسی بیان کے اس حصہ کو بھی ملاحظہ کرلیا جائے تو زید حامد کا معاملہ اور بھی واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے، کہ یوسف کذاب مدعی نبوت تھا اور زید حامد اس کا خلیفہ اور صحابی ہے، اس لئے کہ یوسف کذاب نے اسی تقریر میں کہا ہے کہ:

"دوسرا تعارف اس نوجوان صحابی، اس نوجوان ولی کا کرواؤں گا جس کے سفر کا آغاز ہی صدیقیت سے ہوا ہے اور جس رات ہمیں نیابت مصطفیٰ عطا ہوئی تھی، اگلی صبح ہم کراچی گئے تھے اور سب سے پہلے وابستہ ہونے اور وارفتہ ہونے والے سیّد زید زمان ہی تھے۔ آئیں سیّد زید زمان، نعرۂ تکبیر۔"

بتلایا جائے کہ بیان کے اس حصہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زید حامد اور یوسف کذاب کا آپس میں "شیخ" و "مرید" اور "نبی" و "صحابی" کا تعلق تھا؟ اس کے علاوہ اس سے یوسف کذاب اور زید حامد کی دینی و مذہبی حقیقت کھل کر سامنے نہیں آجاتی؟

آپ کو مجھ پر غصہ ہے اور ہونا بھی چاہئے کہ آپ کے "محبوب لیڈر" اور "قائد" کے بارہ میں میرے گستاخ قلم نے بے ادبی کی ہے، تاہم مجھے اتنا تو حق دیجئے کہ میں آپ سے پوچھ سکوں کہ زید حامد صاحب نے اپنی برأت کے سلسلہ میں یوسف کذاب کے حق میں جتنا زور لگایا ہے، اس کی نسبت یہ زیادہ آسان نہیں تھا کہ وہ اتنا کہہ کر بات ختم کردیتا کہ یوسف علی مدعی نبوت تھا، اس کذاب سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، اگر تھا بھی تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور آج سے میں تجدید ایمان کرتا ہوں۔

اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ایک طرف اکیلے اور اکلوتے زید زمان ہیں، جو یوسف علی کذاب کو نیک انسان اور مظلوم ثابت کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں اور دوسری طرف ملک بھر کے دیوبندی، بریلوی، حنفی، وہابی اور شیعہ، سنی فرقوں کے دین دار طبقات، علماء، صلحا، ارباب فتویٰ، ۲۵ کے قریب گواہوں کی حلفیہ شہادتیں اور ملکی عدالت کا مفصل فیصلہ ہے، بتلایا جائے کہ اکیلے زید زمان کو جھوٹا ماننا زیادہ آسان ہے یا ان سب کو؟ کیونکہ ایک اکیلے انسان کے جھوٹ بولنے کا بہر حال امکان ہے، مگر پورے ملک اور ملک کی پوری عوام اور ارباب علم و

فتویٰ کا جھوٹ پر اتفاق ناممکن نہیں تو بہر حال مشکل ضرور ہے، اس کا فیصلہ میں آپ کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں۔ آپ کا ضمیر جو فیصلہ کرے اس کو قبول کر لیجئے! میرے خیال میں ادنیٰ سمجھ بوجھ کا انسان بھی یہی کہے گا کہ اس سلسلہ میں زید حامد جھوٹا ہے۔

غور کیجئے اور بار بار سوچئے، کہیں ایسا تو نہیں کہ زید زمان جیسے شاطر و عیار... جس پر ایک مدعی نبوت کے خلیفہ اور اس کے صحابی ہونے کے مضبوط شواہد ہیں اور وہ اس مدعی نبوت کو اچھا اور سچا مانتا اور جانتا ہے... کے مقابلہ میں آپ پوری امت کو جھٹلانے کے درپے ہوں؟ پھر اس بات کا بھی بغور جائزہ لیجئے کہ کل قیامت کے دن اگر بارگاہ الٰہی میں یہ پوچھ لیا گیا کہ آپ نے ایک مدعی نبوت کے نام نہاد خلیفہ اور صحابی کے مقابلہ میں پوری امت کو کس بنیاد پر جھٹلایا تھا؟ بتلایئے اس وقت آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ کیونکہ افراد تو بہر حال گمراہ ہو سکتے ہیں مگر امت من حیث الامۃ گمراہ نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح اگر تعصب آپ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے تو آپ نے زید حامد سے یہ بھی پوچھا ہوتا کہ یوسف کذاب کی حیات تک آپ کا نام زید زمان تھا، آپ کی تمام سندات میں اور آپ کے شناختی کارڈ میں بھی آپ کا یہی نام تھا، لیکن یوسف علی کذاب کے انجام کو پہنچنے کے بعد آپ نے اپنا نام زید زمان سے بدل کر زید حامد کیوں اختیار کیا؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ اور نام کے اس پردے میں اپنے آپ کو چھپانے کی کیا مصلحت ہے؟ پھر سعید احمد جلال پوری کی تحریر ”راہبر کے روپ میں راہزن“ کی اشاعت کے بعد مسلسل ڈیڑھ سال تک آپ یوسف علی کذاب سے برأت کا اظہار کرتے رہے، آخر اس میں کیا فلسفہ تھا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ زید حامد نے یہ سب کچھ اپنے آپ کو یوسف کذاب سے نسبت کی تہمت اور اس کی خلافت و صحابیت کی بدنامی سے بچانے کے لئے کیا ہو؟ عین ممکن ہے کہ یہ سارے تکلفات لوگوں کے ذہنوں سے یوسف کذاب کے قضیہ کو بھلانے کے انتظار میں کئے گئے ہوں؟ اس لئے کہ اس وقت جو نوجوان نسل زید حامد کے دجل کا شکار ہے، ان میں سے اکثریت یوسف کذاب اور اس کے دعویٰ نبوت کو نہیں جانتی، لہٰذا ان کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر ان کو ورغلانا یا گمراہ کرنا آسان ہے، ورنہ اگر زید حامد یوسف کذاب کی موت کے فوراً بعد اپنے آپ کو سابقہ نام سے متعارف کراتا تو دنیا اس کا بھی وہی حشر کرتی جو یوسف کذاب کا ہوا تھا۔

میرے عزیز! یہ وہ حکمت اور مصلحت تھی جس کے تحت موصوف کو اپنا نام بدلنا پڑا اور اتنا عرصہ تک خاموش رہنا پڑا، بلکہ یوسف کذاب سے برأت کا اظہار بھی کرنا پڑا، جب یہ سارے مراحل طے ہو گئے اور اس کا جادو چل گیا اور اچھے خاصے لوگ اس کے ہمنوا بن گئے تو اس نے منظر عام پر آنے کا فیصلہ کیا، تب اس نے یوسف کذاب سے اپنی نسبت کا اظہار و اعلان بھی ضروری سمجھا، یوسف کذاب سے نسبت کے اظہار کے لئے اس نے اس وقت کا انتخاب اس لئے بھی کیا کہ اس کو یقین ہو چکا ہے کہ موجودہ ٹین ایجر ۱۸/۱۹ سالہ نسل یوسف علی کذاب کے دعویٰ نبوت اور اس کے خلاف کیس اور فیصلہ کے وقت نو دس سال کی تھی، چونکہ وہ اس سلسلہ میں خالی الذہن ہے، لہٰذا اس کو جو کچھ بتلایا جائے گا وہ اس کو بلا معقول وجہ تسلیم کرے گی، لہٰذا میری آپ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ اس عیار پر اعتماد کرنے کی بجائے پوری ملت اسلامیہ پر اعتماد کریں اسی میں آپ کی دنیا آخرت کی بھلائی ہے۔

خدا کرے کہ میری یہ چند معروضات آپ کے دل و دماغ سے زید حامد کی اندھی تقلید اور محبت و عقیدت کی دبیز تہوں کو صاف کرنے کا ذریعہ ثابت ہو، آمین۔

بہر حال اگر میری کسی بات سے آپ کے جذبات کے آبگینے کو ٹھیس پہنچی ہو تو اس پر میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

سالانہ ختم نبوت کانفرنس پاکپتن

پاکپتن (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۱/ مارچ کو بعد نماز عشاء مدرسہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ مدنی مسجد فرید نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مدرسہ عربیہ فاروقیہ عارف والا کے مہتمم حضرت مولانا عبدالوہاب نے کی۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان صدیقی المالکی کے علاوہ قاری محمد شہزاد اور قاری سیف اللہ نے حاصل کی۔ نعتیہ کلام جناب محمد عابد اور حافظ نیاز الرحمٰن نے پیش کیا۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالقدوس جلیل، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا مفتی محمد ہاشم، مولانا رشید احمد، مولانا محفوظ، مولانا مفتی نور احمد، قاری بشیر احمد عثمانی، مفتی محمد عمار شاہد، قاری محمد افضل عثمانی اور قاری عبدالمجید جلال پوری نے خطاب و شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ اکابرین ختم نبوت کی تحریکی و تبلیغی خدمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون سے غداری کرنے والوں کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ کانفرنس میں متعدد قراردادوں کے ذریعے حکومت اور ڈسٹرکٹ پولیس سے مطالبہ کیا گیا، ملکہ ہانس کے قریب چک سردول اور اڈا رنگ شاہ پر قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کو روکا جائے قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت کو ختم کیا جائے۔ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ اور مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

مولانا محمد عرفان خلیل

دُنیا کی بساط لپٹنے والی ہے

جس طرح ایک شخص ایک عرصہ سے بیمار ہو تو آخری وقت میں اس کی حالت انتہائی خراب ہو جاتی ہے، اور بالآخر یہ شخص دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، اسی طرح موجودہ دور میں جو انتشار اور پریشانی کی حالت ہے، یہ اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ اس دنیا کی بساط لپٹنے کو ہے اور اس کے چل چلاؤ کی خبر خالق کائنات نے ہمیں بذریعہ قرآن شریف اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے دی ہے۔

قرآن شریف میں اس دنیا کے انجام آخر کو ''قیامۃ، قارعۃ، غاشیۃ، ساعۃ، حاقۃ اور واقعۃ،، کے نام دیئے ہیں، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے آنے سے پہلے کی علامتوں کا ذکر فرما کر امت پر احسان فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''قیامت کی نشانیاں دوسو سال کے بعد ظاہر ہوں گی،،۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

علماء نے اس کے دو مطلب بیان کئے ہیں: ایک یہ کہ قیامت کی عمومی علامات دوسو سال کے بعد ظاہر ہوں گی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی بڑی نشانیاں ہزار سال کے بعد ظاہر ہوں گی۔ ان دونوں اقوال میں تطبیق یوں ہے کہ قیامت کی عمومی نشانیاں دوسو سال کے بعد سے ہزار سال کے عرصہ میں یعنی بارہ سو سال کے عرصہ میں مکمل ہو جائیں گی اور بارہ سو سال کے بعد بڑی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ (بحوالہ مظاہر حق: مشکوٰۃ)

علماء نے ایک حدیث کی تشریح کے ذیل میں لکھا ہے کہ اسلام میں بدعات کی ابتداء دوسویں سال کے عرصہ میں ہوئی ہے، جس سے آپ ﷺ کے قول کی وضاحت ہوتی ہے اور اس وقت چودہ سوتیں ہجری سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس لحاظ سے دنیا دوسوتیں سال کا زائد عرصہ گذار چکی ہے اور قریب ہے کہ قیامت کی بڑی نشانیوں کا ظہور ہو جائے۔ درمنثور کی ایک روایت میں جو قیامت کی عمومی نشانیاں بیان کی گئی ہیں، ان کی تعداد بہتر (۷۲) ہے (درمنثور ص:۵۲، ج:۶) جو اپنی کثرت کے ساتھ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں، یہاں نقل کی جانے والی نشانیاں درمنثور کی روایت اور دوسری احادیث کا مجموعہ ہیں۔

۱۔۔۔۔نمازیں ضائع کی جائیں گی۔

۲۔۔۔۔نمازوں میں حقیقت (جان) نہ ہوگی۔

۳۔۔۔۔احکام الٰہی کی رعایت نہ کی جائے گی۔

۴۔۔۔۔لوگ قرآن شریف پڑھیں گے لیکن اس کی افہام وتفہیم سے قاصر ہوں گے۔ ۵۔۔۔۔قرآن شریف کو نغمہ سرائی کے انداز سے پڑھا جائے گا، قرآن کریم کے نسخوں کو خوب آراستہ کیا جائے گا۔ ۶۔۔۔۔جہالت عام ہوگی۔ ۷۔۔۔۔علماء کی قلت ہوگی۔ ۸۔۔۔۔اہل علم کی اتباع نہ کی جائے گی۔ ۹۔۔۔۔علم اٹھالیا جائے گا یعنی اہل علم کی قدر نہ ہوگی اور ان کا قتل عام ہوگا۔ ۱۰۔۔۔۔زکوٰۃ تاوان بن جائے گی۔ ۱۱۔۔۔۔نظام عدل ختم ہو جائے گا۔ ۱۲۔۔۔۔قاضی بکنے والے لوگ ہوں گے۔ ۱۳۔۔۔۔شرعی سزائیں معطل ہو جائیں گی۔ ۱۴۔۔۔۔بلاوجہ جھوٹی گواہی دینے کا معمول بن جائے گا۔ ۱۵۔۔۔۔دین کو دنیا کے عوض بیچا جائے گا۔ ۱۶۔۔۔۔دینی علوم کا حصول دنیا حاصل کرنے کے لئے ہوگا، آخرت کے کاموں سے دنیا کمائی جائے گی۔

۱۷۔۔۔۔امن کم ہوگا۔ ۱۸۔۔۔۔لوٹ مار عام ہوگی۔ ۱۹۔۔۔۔بیت المال ذاتی ملک سمجھا جائے گا۔ ۲۰۔۔۔۔ہرج (قتل وغارت گری) عام ہوگی، قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ کیوں قتل کر رہا ہوں اور مقتول کو معلوم نہیں ہوگا کہ کیوں قتل کیا جارہا ہوں۔ ۲۱۔۔۔۔پولیس والوں کی کثرت ہوگی (اور یہ کثرت بجائے حفاظت کے، غیر حفاظتی امور کی انجام دہی کے لئے ہوگی)۔ ۲۲۔۔۔۔دنیا سے عشق ہوگا، موت سے کراہت ہوگی۔ ۲۳۔۔۔۔دلوں میں لالچ ہوگا۔ ۲۴۔۔۔۔مال ودولت کی فراوانی ہوگی۔ ۲۵۔۔۔۔سوال کرنے (بھیک مانگنے) والے زیادہ ہوں گے، عطا کرنے والے (دینے والے) کم ہوں گے۔ ۲۶۔۔۔۔مالدار لوگ بخیل اور خواہش پرست ہوں گے۔ ۲۷۔۔۔۔سود کھانا عام ہوگا۔ ۲۸۔۔۔۔حلال روزی کا حصول مشکل ہو جائے گا۔ ۲۹۔۔۔۔خرید وفروخت کم ہو جائے گی۔ ۳۰۔۔۔۔سونا (دھات) عام ہوگا۔ ۳۱۔۔۔۔مسجدوں میں نقش ونگار کئے جائیں گے، جبکہ لوگ گناہوں کے عادی ہوں گے۔ ۳۲۔۔۔۔بدکار لوگوں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گی (جیسا کہ آج کل موبائل کی گھنٹی میں گانا، موسیقی کی آوازیں مساجد میں عام سنی جاتی ہیں)۔ ۳۳۔۔۔۔شریف آدمی کا جینا مشکل ہوگا۔ ۳۴۔۔۔۔مؤمن بکری کے بچے سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ ۳۵۔۔۔۔کمینوں کے ٹھاٹھ ہوں گے۔ ۳۶۔۔۔۔غیبت پھیل جائے گی۔ ۳۷۔۔۔۔تہمت درازی عام ہوگی۔ ۳۸۔۔۔۔سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ جانا جائے گا اور جھوٹ بولنے کو

فن سمجھا جائے گا۔۳۹......جھوٹے کا سچا اور سچے کو جھوٹا جانا جائے گا۔۴۰......امین خیانت کرنے والے ہوں گے۔۴۱......نیک اعمال کم ہوں گے۔۴۲...... تقریریں لمبی اور نمازیں مختصر ہوں گی۔ ۴۳......خواہشات نیک اعمال پر مقدم ہوں گی۔ ۴۴......نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور برے کاموں سے منع کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔۴۵...... برے کاموں کو اچھا اور اچھے کاموں کو برا سمجھا جائے گا۔۴۶......غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔۴۷......امانت ضائع کی جائے گی یعنی نااہل لوگوں کو عہدے، منصب اور اہم امور سونپے جائیں گے۔۴۸......چاند میں اختلاف ہوگا کہ یہ پہلی تاریخ کا ہے یا دوسری تاریخ کا ہے۔ ۴۹......شفاعتِ حضور ﷺ، عذاب قبر، جہنم اور دجال کے خروج کا انکار کیا جائے گا۔۵۰......صرف جاننے والوں کو سلام کیا جائے گا۔۵۱......آپس میں نفرت اور کدورت عام ہوگی۔۵۲......قطع رحمی (کہ رشتوں کا توڑنا) عام ہوگا۔ ۵۳......اولاد ماں باپ سے خادموں جیسا سلوک کرے گی۔۵۴......بیوی کی اطاعت کی جائے گی۔ ۵۵......دوست محبوب ہوں گے۔ ۵۶......فتنوں کی کثرت ہوگی ایسے اندھیرے فتنے ہوں گے جو دوزخ کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ ۵۷......ایسے لوگ دینی پیشوا بننے کی کوشش کریں گے جن کی بات کا ماننا جہنم میں ڈالے گا۔۵۸......امت کے آخری لوگ پہلے وقت کے لوگوں کو طعن کریں گے اور خود کو ان سے دین کے اعتبار سے بہتر جانیں گے۔۵۹......یہود اور نصاریٰ کی قدم بقدم اتباع کی جائے گی۔۶۰......آدمی کا اکرام اس کے شر سے بچنے کے لئے ہوگا۔۶۱......شراب اور زنا کی کثرت ہوگی۔ ۶۲......گانا بجانا عام ہوگا۔۶۳......آلات موسیقی کو سنبھال کر رکھیں گے۔۶۴......ساز باجوں کا دور ہوگا۔

۶۵۔ گانا بجانے والیوں کی تعظیم ہوگی۔ ۶۶......حکمران گھٹیا اور نااہل لوگ ہوں گے۔ ۶۷......قوم کا رہنما گمراہ شخص ہوگا۔۶۸......کم عقل اور کم عمر لوگ (نوجوان) حکمران ہوں گے۔۶۹......سردار ظالم لوگ ہوں گے۔ ۷۰......امور سلطنت میں عورتیں شامل ہوں گی اور ان سے مشورے ہوں گے۔ ۷۱......عورتوں کی کثرت ہوگی۔ ۷۲......عورتیں سرکش ہوں گی۔ ۷۳......معاملات اور معاشرت میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ چلیں گی۔۷۴......عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی نقالی کریں گے۔ (اور دونوں پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی لعنت ہوگی)۔۷۶......طلاقوں کی کثرت ہوگی۔۷۷......اولاد سے کراہت کی جائے گی یعنی شرعی عذر کے بغیر خاندانی منصوبہ بندی کرائی جائیں گے۔ ۷۸...... ٹڈیاں (کیڑا) پیدا نہ ہوں گی۔ ۷۹......بارشیں بے وقت ہوں گی۔ ۸۰......بارشوں کے ہونے کے باوجود گرمی ہوگی۔ ۸۱......وقت کے گذرنے میں تیزی آجائے گی۔ یعنی سال مہینے کے اور مہینہ ہفتے کے اور ہفتہ دن کے، اور دن گھڑی کے برابر ہو جائے گا۔۸۲...... ہر آنے والا وقت گذشتہ وقت سے بدتر ہوگا۔ ۸۳...... ناگہانی موت عام ہوگی کہ آدمی ٹھیک ٹھاک تھا اور حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے موت واقع ہوگی۔ ۸۴......بلند وبالا عمارتیں تعمیر کی جائیں گی اور تعمیرات کی کثرت ہوگی۔۸۵......غیر مسلم، مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے متحد ہو جائیں گے اور مسلمان باوجود کثرت کے سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح بے جان ہو جائیں گے، کیونکہ ان میں وھن پیدا ہو جائے گا یعنی موت سے کراہت اور دنیا سے محبت پیدا ہو جائے گی۔۸۶......عراق پر غیر مسلموں کا قبضہ ہوگا۔ ۸۷......اہل روم (مغرب والے) مسلم ممالک (عراق، شام اور مصر) کی معیشت کو تنگ کردیں گے۔۸۸......عرب کی ناکہ بندی کی جائے گی اور اہل مدینہ کا محاصرہ کر دیا جائے گا۔۸۹...... دریائے فرات پر سونے کے حصول کے لئے جنگ ہوگی تو ایسی صورت میں انتظار کیا جائے۔۹۰......تیز آندھیوں کا۔۹۱......زلزلوں کا۔۹۲......زمین میں دھنسنے کا۔ ۹۳......شکلوں کے مسخ ہونے کا۔ ۹۴......آسمان سے پتھروں کے برسنے کا۔ ۹۵......یکے بعد دیگرے مسلسل آنے والی پریشانیوں اور مصائب کا۔»۔(بخاری ومسلم، ابوداؤد، درمنثور:۶، مسند احمد، ج:۲، ترمذی ج:۲، جمع الفوائد، الاشاعۃ، الفتن نعیم بن حماد ج:۲، السنن الواردۃ، صحیح ابن حبان، جمع الفوائد)

جبکہ ان نشانیوں سے متعلق احادیث کی تشریحات اور تفصیل اردو کی مترجم کتب: مظاہر حق ج:۴، ۵، باب الفتن وعلامات القیامۃ معارف الحدیث ج:۸، باب الفتن، بکھرے موتی ج:۲ اور فضائل علم وعلماء (از مولانا محمد اسماعیل) میں دیکھی جاسکتی ہیں، اور یہ مذکورہ نشانیاں اب دنیا بھر میں اور ہمارے معاشرے میں عام نظر آرہی ہیں اور ابن حبان کی روایت میں بیان کی گئی مدت بھی مکمل ہو چکی ہے اور ایسی صورت ان نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد سے حضرت امام مہدیؒ کے ظہور تک دنیا ایسے مصائب اور پریشانیوں کا مسکن بن جائے گی جس سے دنیا کی رونقیں ختم ہو جائیں گی، گویا کہ قیامت سے پہلے ایک قیامت صغریٰ ہوگی، اور علماء نے لکھا ہے کہ لوگ عیش وعشرت کی زندگی کی وجہ سے ان نشانیوں کو بطور علامات قیامت ماننے سے انکار اس لئے کریں گے کہ یہ علامات پہلے بھی دنیا میں موجود تھیں، اب ان کا ہونا کوئی نئی بات ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ یہ علامات پہلے بھی موجود تھیں

نگران کی کثرت نہیں تھی، اب ان کی کثرت ہو چکی ہے اور ان کی کثرت ہی علامات قیامت بننے کا سبب ہے۔(مظاہر حق: باب علامات القیامۃ)

روایت کے آخری الفاظ کہ انتظار کرو ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے آنے والی ہیں۔ اس میں اشارہ ہے ان بڑی پریشانیوں کی طرف جو قیامت کے بالکل قریبی زمانہ میں ظاہر ہوں گی، جس میں ظلم وستم، قتل وغارت کی انتہا ہو جائے گی، دنیا میں تین بڑے خسوف (زمین میں دھنسا) مشرق، مغرب اور عرب میں ہوں گے، جس سے دنیا کی آبادی سمٹ کر رہ جائے گی۔مشکوٰۃ)

پھر اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام مہدیؓ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال کا خروج، دھواں جو زمین پر چالیس دن تک رہے گا، سورج کا مغرب سے نکلنا جس کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے، دابۃ الارض کا نکلنا، ہوا کا آنا جو ہر ایمان والے کی روح قبض کر لے گی اور اس کے بعد دنیا کے بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔

خلاصہ ان احوال کا یہ کہ ان حالات میں بھی ان لوگوں کو نجات ملے گی جو دین پر ثابت قدمی سے جمے رہیں اور نیک اعمال کرتے رہیں اور فتنوں سے دور رہیں اور مصائب پر صبر سے کام لیتے رہیں گے اور ان میں بھی وہ شخص افضل ہوگا جو خود بھی دین پر ثابت قدمی سے جما رہے اور لوگوں کو بھی دین کی طرف متوجہ کرتا رہے۔(صحیح بخاری ومسلم ابوداؤد، ترمذی)

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ناامید ہونے کے بجائے دین کی اشاعت اور اس کی بقاء کے لئے کمر بستہ ہو جائیں، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے تمام تر پریشانیوں اور مصائب کے باوجود دین کی نشوونما اور آبیاری کے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا اور اپنی جانیں تک قربان کر دیں اور ان کی اتباع میں ہم بھی بنی نوع انسان کے خیر خواہ بن کر اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت دین متین کو اپنی زندگی کا مقصد اصلی بنائیں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اس پر لگا کر "کنتم خیر امۃ،، کا مصداق بن جائیں۔

☆☆..............☆☆

نامور علمائے کرام کی شہادت اور دینی قائدین کی ذمہ داریاں

۱۱/ مارچ بروز جمعرات کو کراچی میں یکے بعد دیگرے اہل سنت والجماعت کے مرکزی راہنما مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم راہنما مولانا سعید احمد جلال پوریؒ دہشت گردوں کی فائرنگ کا نشانہ بنے جس سے مولانا عبدالغفور ندیمؒ اور ان کے ایک بیٹے معاویہ ندیمؒ اور مولانا سعید احمد جلال پوریؒ ان کے بیٹے حافظ محمد حذیفہؒ اور دو رفقاء شہید ہو گئے۔ اس سانحہ عظیم پر یہ حضرات شہداً تو اپنے فرائض منصبی کو کما حقہ ادا کرتے ہوئے شہادت کا اعلیٰ مقام پا کر مقبول بارگاہ الٰہی ہو گئے۔ اسلام کی ترویج و اشاعت میں مصروف علماء کرام دین دشمن قوتوں کی آنکھ میں کھٹک رہے ہیں، دینی مدارس و علماء کے خلاف منفی پروپیگنڈا اسلام دشمنوں کا مشغلہ بن گیا ہے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلسل اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب علمی حلقوں کے ذمہ دار خصوصاً علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین پر ان المناک واقعات کے بعد جو فکر انگیز ذمہ داریاں آ گئی ہیں، ان سے عہدہ برآ ہونا وقت کا اہم تقاضا ہے، جس تیزی سے امریکی و یہودی منصوبہ بندی پر اس کے ایجنٹ سرگرمی سے عمل کر کے ہمارے جید علمائے کرام کو مسلسل نشانہ بنا رہے ہیں وہ ہم سب کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس کارروائی کا مقصد علمائے دین کو خوف زدہ کر کے ان کو اپنے فرائض سے روکنا ہے تاکہ معاشرے میں بے دینی کا دور دورہ ہو، علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت کا باب بند ہو جائے اور دوسری طرف فرقہ وارانہ فساد کی آگ کو بھڑکانا ہے تاکہ وطن عزیز کو عراق بنا دیا جائے۔

حالیہ ٹارگٹ کلنگ کو اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہے کہ ان اسلام دشمن کارروائیوں میں ماضی میں بھی علماء و اسلاف کو اسی طرح سے نشانہ بنایا گیا، اب ان کے مقابلے میں ہمارے اکابر علماء کرام کو اپنی حکمت و تدبر کے ساتھ ان فتنہ پرور امریکی، یہودی اور قادیانی ایجنٹوں کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد اور سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا اور ان کے ناپاک منصوبوں کو ناکام کرنا ہوگا، علمائے کرام اور دینی قیادت ان دہشت گردوں اور فتنے پرور ایجنٹوں کے ناپاک منصبوں سے نمٹ سکتی ہے اور تمام علماء دین کی حفاظت کو مضبوط تر کر سکتی ہے، وقت کا تقاضا ہے کہ دینی قیادت، ہمارے اکابرین علماء حضرات، مدارس دینیہ کے ذمہ داروں، مساجد کے ائمہ حضرات کا اجلاس بلا کر لائحہ عمل طے کریں۔ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ اور مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ایف آئی آر میں نامزد افراد کو شامل تفتیش کیا جائے، جب سابق صدر پرویز مشرف اور شوکت عزیز اور کور کمانڈر کے حملہ آوروں کو گرفتار کر کے سزا دی جا سکتی ہے تو ان علماء کے قاتلوں کو بھی پکڑ کر سزا دینا اس حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(علامہ محمد عبداللہ امیر مجلس ائمہ مساجد)

شانِ بے نیازی

عبدالرحیم ندوی

سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکل وصورت، اخلاق وعادات، دینداری اور عبادت گزاری میں سب سے قریب تھے، جس طرح عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قریب تر تھے۔

سالم بن عبداللہ کی زندگی مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضا میں گزری، مدینہ اس وقت اپنی خوشحالی وفارغ البالی میں اپنی نظیر آپ تھا، مدینہ کو خلفائے بنوامیہ نے وہ سامانِ عیش، وہ وسائل زندگی عطا کر رکھا تھا کہ اس سے قبل مدینہ اس سے نا آشنا تھا۔

اس لئے کہ فتوحات کے دروازے کھلے تھے ہر طرف سے مالِ غنیمت آ رہا تھا، ہر ایک خوشحال تھا اور اطمینان کی زندگی گزار رہا تھا۔

مگر سالم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ نے دنیا اور متاعِ دنیا سے اپنے کو الگ رکھا، اس فانی ساز وسامان کو اوروں کی طرح اپنی توجہ کا مرکز نہ بنایا، جبکہ دوسرے اس کے لئے فکرمند اور کوشاں رہتے تھے، انہوں نے اللہ کے یہاں سرخروئی کی امید میں دنیا اور دنیا والوں کے ہاتھ میں جو کچھ تھا، اس سے اپنے آپ کو مستغنی رکھا اور اخروی سعادت کی آرزو میں دنیا سے منہ موڑ لیا۔

خلفاء بنوامیہ نے بارہا ان پر نوازش کرنی چاہی، جس طرح وہ دوسروں پر کر رہے تھے، مگر ہمیشہ ان کو بے نیاز پایا، دنیا اور سامانِ دنیا کو بے حیثیت سمجھنے والا پایا۔

خلیفۂ وقت سلیمان بن عبدالملک ایک سال حج کے لئے مکہ آیا، وہ طواف قدوم کر رہا تھا کہ اس کی نگاہ سالم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ پر پڑی دیکھا کہ وہ کعبہ کے روبرو خضوع وخشوع کے ساتھ بیٹھے ہیں اپنے اردگرد سے بے خبر انتہائی یکسوئی کے ساتھ کتاب الٰہی کی تلاوت کر رہے ہیں اور رقت طاری ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ جب سلیمان طواف سے فارغ ہوگیا اور دو رکعت ادا کر چکا تو جہاں سالمؒ بن عبداللہ بیٹھے تھے، اس طرح بڑھا، لوگوں نے یہ دیکھ کر راستہ خالی کر دیا اور وہ سالم کے پاس جا کر اتنا قریب بیٹھا کہ گھٹنے سے گھٹنے مل گئے، مگر ان کو کچھ پتہ نہ چلا سکا اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے، اس لئے کہ آپ ہر چیز سے بے خبر اپنے رب کے ذکر میں مشغول اور اس سے دعا و استغفار میں منہمک تھے، خلیفہ ان کو پست نگاہوں سے دیکھنے لگا اور انتظار کرنے لگا کہ تلاوت بند کریں اور اگر یہ آنسو تھمے تو لب کشائی کی جرأت کرے، جب موقع ملا تو سلام عرض کیا، سالمؒ نے جواب دیا۔

خلیفہ نے نیاز مندانہ دھیمی آواز میں کہا: ابوعمر! کوئی ضرورت ہو تو کہو؟ میں پوری کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس نے سمجھا شاید وہ سن نہیں سکے ہیں، تو ان کی طرف اور زیادہ متوجہ ہوگیا اور کہا: میری خواہش ہے کہ آپ کوئی ضرورت بتائیں تو میں اس کو پورا کروں۔

سالم نے کہا: خدا کی قسم! مجھے شرم آ رہی ہے میں اللہ کے گھر میں ہو کر کسی اور کے سامنے کوئی حاجت رکھوں۔ خلیفہ جھینپ گیا اور خاموش ہوگیا، لیکن اسی جگہ بیٹھا رہا، چنانچہ جب نماز ختم ہوگئی اور سالم اپنی قیام گاہ کی طرف جانے لگے تو لوگوں کی ایک بھیڑ آپ کے ساتھ ہوگئی، صورت حال یہ تھی کہ کوئی حدیث کے متعلق دریافت کر رہا ہے تو کوئی دوسرا دینی مسئلہ پوچھ رہا ہے، کوئی دنیاوی امر میں مشورہ طلب کر رہا ہے اور کوئی دعا کی درخواست کر رہا ہے جو لوگ آپ کے جلو میں ہیں انہیں میں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک بھی ہے، جب لوگوں نے اس کو دیکھا تو راستہ دے دیا، خلیفہ آپ سے اتنا قریب ہوا کہ اس کے شانہ آپ کے شانہ سے ملنے لگے، پھر خلیفہ نے سرگوشی کے انداز میں کہا: اب تو ہم بیت اللہ کے باہر آ گئے ہیں، اب آپ کوئی ضرورت بتائیں تا کہ میں پورا کروں؟

سالمؒ نے پوچھا: دنیا کی ضرورت یا آخرت کی؟ خلیفہ تھوڑی دیر کے لئے گھبرا گیا پھر بولا: نہیں بلکہ دنیا کی ضرورت۔

سالمؒ نے کہا: میں تو دنیا کی ضرورت اس کے سامنے بھی نہیں رکھتا ہوں جو اس پر قدرت رکھتا ہے، یعنی (اللہ) تو پھر ایسے شخص کے سامنے کیا کوئی ضرورت رکھوں گا جو اس پر قدرت ہی نہیں رکھتا ہو؟

خلیفہ جھینپ گیا، سلام عرض کیا اور یہ کہتا ہوا لوٹ آیا:

> ”اے آلِ خطاب! زہد و ورع کی بدولت تم کتنے باعزت ہو اور اللہ نے تم کو کتنا بے نیاز اور غنی بنایا ہے؟“

ولید بن عبدالملک خلیفہ ہے، حج کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوا، جب عرفات سے لوٹا تو مزدلفہ میں سالمؒ بن عبداللہ سے ملاقات ہوگئی، وہ احرام میں تھے

سلام ودعا کے بعد خلیفہ کی نگاہ جسم پر پڑی جو احرام کی وجہ سے کھلا تھا دیکھا تو تندرست اور ہر طرح سے مکمل ہے، جسم کا ہر عضو صحت وقوت کا پتہ دے رہا ہے، پوچھا: ابوعمر! تمہارا جسم بہت خوبصورت اور صحت مند ہے، تمہارا کھانا کیا ہوتا ہے؟

فرمایا: زیتون کا تیل اور روٹی اور کبھی کبھار گوشت مل جاتا ہے تو کھالیتا ہوں، اس نے تعجب سے کہا: روٹی اور زیتون کا تیل؟ فرمایا: جی ہاں!!

اس نے کہا: کیا یہ چیزیں آپ کو اچھی لگتی ہیں؟

فرمایا: جب اچھی نہیں لگتیں تو کھانا ترک کردیتے ہیں، پھر جب بھوک لگ جاتی ہے تو اچھی لگنے لگتی ہیں۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور خلافت شروع ہوا تو انہوں نے حضرت سالمؒ بن عبداللہ کو خط لکھا اور تحریر کیا:

"دیکھو! بغیر میری طلب اور مجھ سے مشورہ کے مسلمانوں کی ذمہ داری (خلافت) میری سپرد کردی گئی ہے، بس اللہ ہی سے دعا کرتا ہوں کہ میری مدد فرمائے۔

تحریر کا مقصد یہ ہے کہ برائے مہربانی میرے لئے حضرت عمرؓ کی تحریریں، ان کے فیصلے اور طریقہ زندگی بھیج دیجئے، میں نے انہیں کی سیرت کی اتباع اور انہیں کے نہج پر خلافت کی ذمہ داری نبھانے کا عزم کیا ہے۔"

سالمؒ نے جواب میں لکھا: آپ کا خط ملا، آپ نے حضرت عمر بن خطابؓ کے نقش قدم پر چلنے کا عزم کیا ہے، لیکن دیکھئے یہ بات آپ کے ذہن سے اوجھل نہیں ہونی چاہئے کہ آپ کا زمانہ، نہ حضرت عمرؓ کا زمانہ ہے اور نہ آپ کے ماتحتوں میں حضرت عمرؓ کے ماتحتوں کی طرح لوگ ہیں۔

البتہ اگر آپ نے حق کی نیت کی ہے اور عزم کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو ایسے افراد عطا کرے گا جو اس کام کو بخوبی انجام دیں گے اور ایسی جگہ سے مہیا کرے گا، جہاں سے آپ کو گمان بھی نہ ہوگا۔

اس لئے کہ اللہ کی مدد بندہ کی نیت کے مطابق ہوتی ہے تو جس شخص کی نیت خالص ہوگی، اللہ کی مدد بھی اس کے ساتھ ہوگی اور جس کی نیت میں کھوٹ ہوگا یا نقص ہوگا تو اللہ کی مدد بھی اس کے بقدر کم اور ناقص ہوگی، ایک بات یاد رکھئے، جب آپ کے دل میں کسی ایسی بات کا خیال آئے جو اللہ کو راضی کرنے والی نہ ہو تو پھر اپنے پیش رو امراء وسلاطین اور جاہ و منصب والوں کو یاد کرلیا کریں کہ آج کس طرح ان کی وہ آنکھیں ختم ہوگئی ہوں گی، جس سے وہ زیب و زینت کی چیزوں کا مزہ لیا کرتے تھے۔

تاریک گڑھے میں پڑے ہوں گے، ان کے وہ پیٹ کس طرح پھول پھٹ گئے ہوں گے جو کسی وقت شہوتوں سے سیر ہوتے تھے۔

کس طرح آج مردار ناپاک جسم کی شکل اختیار کرچکے ہوں گے کہ اگر ہمارے گھروں کے پاس ان کو ڈال دیا جائے اور مٹی میں دبایا نہ جائے تو ہماری نیند حرام ہوجائے اس کی بدبو سے ہمارا سانس لینا دوبھر ہوجائے اور زندگی اجیرن ہوجائے۔

حضرت سالمؒ بن عبداللہ نے لمبی عمر پائی تھی اور پوری زندگی تقویٰ و پرہیزگاری سے پر، رشد و ہدایت سے معمور رہی دنیا اور دنیا کی آرائش وزیبائش سے کنارہ کش رہے، اپنے رب کی خوشنودی کے اعمال میں مصروف رہے، موٹا جھوٹا کپڑا، روکھا سوکھا کھانا پوری زندگی کھاتے رہے، امت کی ضرورت کو پورا کرتے اور ماؤں کی طرح ان پر شفقت کرتے رہے۔

یہی وجہ تھی کہ ۱۰۶ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو پورا مدینہ سوگ میں ڈوب گیا، ایک کہرام مچ گیا، اہل مدینہ کے آنسو تھمتے تھے، نہ کسی کو قرار آتا تھا۔ ☆☆

پرنسپل ڈگری کالج صادق آباد کا قبول اسلام

رحیم یار خان (مولانا راشد مدنی) گورنمنٹ ڈگری کالج صادق آباد کے پرنسپل پروفیسر ناصر اعوان نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۹/ مارچ کو ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور علی الاعلان اپنے مسلمان ہونے اور قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ اس موقع پر ہزاروں کی تعداد میں موجود سامعین نے پُرجوش انداز میں ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بے شمار کے نعرے لگائے، پروفیسر ناصر اعوان نے اپنے بیان میں کہا کہ میں کفر کی گلیوں میں بھٹکا ہوا تھا، آج میں مسلمان ہوچکا ہوں اور میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بدترین کافر اور لعنتی ہے۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آچکا ہوں، انہوں نے کہا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا مطلب مرزائیت سے ازحد نفرت کے مترادف ہے، میں تمام قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں کہ وہ بھی کفریہ مذہب سے تائب ہوکر راہ حق پر آجائیں، قادیانیت بہت بڑا فراڈ ہے، جس کا مقصد اسلام کی بیخ کنی ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانیت دم توڑ رہی ہے، میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے راہ ہدایت عطا فرمائی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے میری راہنمائی کی، مجھے جب بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پکارا جائے گا میں ناموس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تن من دھن قربان کروں گا۔ اس موقع پر اسٹیج پر موجود علماء کرام نے انہیں مبارکباد پیش کی۔ پروفیسر ناصر اعوان نے کہا کہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کی بیخ کنی اب میرا مشن ہے۔

میرے مشفق و مہربان رہبر

ڈاکٹر دین محمد فریدی

11 مارچ 2010ء کو مسلسل چار راتوں اور پانچ دن کے سفر سے تھکا ہارا گھر پہنچا۔ عشاء کی نماز کے بعد آرام کرنے کی غرض سے لیٹا، رات سوا دس بجے موبائل کی گھنٹی سنائی دی۔ نمبر دیکھا عزیزم مولوی محمد علی صدیقی کا تھا۔ اچانک ماتھا ٹھنکا اس وقت فون بیجے کا جبکہ اسے علم تھا کہ یہ میرے آرام کا وقت ہے۔ خدا خیر کرے، آن کیا تو بجائے السلام علیکم کے انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ سنائی دیئے اور خبر دی کہ میرے مشفق و مہربان رہبر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کو ظالموں نے ہم سے چھین لیا ہے اور وہ اپنے بیٹے حذیفہ اور دو وفادار ساتھیوں سمیت شہادت کی معراج پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر کتنا دکھ ہوا الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر تو کراچی سے عزیزم حکیم احمد علی اور ملتان مرکزی دفتر سے عزیزم جمال عبدالناصر کے سسکیوں بھرے فون آئے۔ کئی جگہ سے میسج آئے، ٹی وی پر پٹی چلتی دیکھ کر کافی واقف کاروں نے تسلی کے لئے فون کئے۔ میں نے کئی جگہ اطلاع دی کہ یہ انہونی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ایک بہترین رہبر لے کر ہمیں مزید امتحان میں مبتلا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے، میں نے سفر سے آکر حضرت مولانا جلال پوریؒ کے زید حامد کے بارے میں 10،9 اور 11 مارچ کے روزنامہ اسلام میں شائع ہونے والے مضامین پر سرسری نظر ڈالی تھی کہ صبح آرام سے مطالعہ کروں گا۔ جب مولوی محمد علی کا فون آیا تو بے ساختہ دھیان زید حامد اور اس کا گروہ کی طرف گیا۔ بعد میں الحمدللہ میری جماعت کے مرکزی قائدین نے نامزد ایف آئی آر بھی زید حامد اور اس کے گروہ کے خلاف درج کروائی۔ میری جماعت جو کہ انتہائی پرامن ہے شور اور نعروں کی سیاست سے دور رہ کر اکابر کے مشورہ اور شورائی نظام کے تحت جو فیصلے کرتی ہے الحمدللہ کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ یوسف کذاب کے خاص الخاص چیلے زید زمان المعروف زید حامد نے ٹی وی اینکر بن کر جس طرح عوام میں مقبول بننے کا چکر چلایا ہے۔ مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے اس کے مکروہ چہرے سے نقاب اتار دیا ہے۔ ہمارے بہت سارے احباب اس کے چکر میں آگئے۔ قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن ایم این اے چیئرمین کشمیر کمیٹی 12 مارچ 2010ء کو جب جامعہ دارالہدیٰ بھکر میں تشریف لائے تو میں نے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے روزنامہ اسلام میں شائع شدہ مضمون کی تینوں قسطیں پیش کیں تو مولانا عبداللہ صاحب اور دوسرے احباب کی موجودگی میں انہوں نے انکشاف کیا کہ زید حامد کے ٹی وی پروگرام دیکھ کر میں بھی اس سے متاثر ہوگیا تھا، پھر میری اس سے دو ملاقاتیں مزید ہوئیں۔ ان ملاقاتوں میں تاثر اچھا نہیں پایا۔ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ سے ملاقات میں میری تسلی ہوئی کہ دوسرے اسلام کے خلاف فتنوں کی طرح زید حامد بھی اسلام کے خلاف ایک فتنہ ہے۔ جب مولانا فضل الرحمن جیسا زیرک آدمی کچھ وقت کے لئے اس سے متاثر ہوسکتا ہے تو عام ٹی وی ناظرین پر اس کا کیوں اثر نہیں ہوگا۔ کیبل پر دین کے بارے میں اناپ شناپ باتیں سن کر عام آدمی اپنے ذہن سے اسلام کو سمجھنے کے لیے ایک خاکہ بنا لیتا ہے۔ حالانکہ کیبل پر زیادہ تر ایسے افراد آتے ہیں جو کہ صہیونیوں اور عیسائی حکمرانوں خاص کر امریکا کے ہاتھ اپنا ایمان فروخت کئے ہوتے ہیں۔ احباب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ امریکا پاکستانی میڈیا پر کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ یہ سب اسلام کی بیخ کنی کے لیے ہو رہا ہے۔ امریکا میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پاکستانی ڈالروں کے لیے اپنی ''قیمتی متاع'' بھی بیچ دیتے ہیں ثبوت کے لیے پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا کیس عوام کے سامنے ہے۔ ان حالات میں اسلام کے شیدائی محب وطن علماء میدان میں ہیں جو کہ ان فتنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں آج کے دور میں مولانا سعید احمد جلال پوریؒ ان فتنوں کے مقابلے میں سرفہرست تھے اور الحمدللہ اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ہر طبقہ فکر کے علماء ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے تھے۔ مولانا نے اس دور میں فتنہ قادیانیت، فتنہ گوہر شاہی، فتنہ یوسف کذاب، فتنہ روشن خیالی اور آج کے فتنہ زید حامد کے خلاف قوم کی صحیح راہنمائی کی۔ صہیونی فتنہ کے بارے میں ان کی تحریروں نے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ ان حالات

میں باطل طاقتیں ایسے رہبر کو کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔ باطل نے اپنا حربہ استعمال کیا اور امت مسلمہ سے اس عظیم سرمایہ کو چھین لیا۔

میں نے لکھا تھا کہ میرے مشفق و مہربان۔ ان کی مجھ ناچیز پر جو شفقت رہی ہے ان میں چند کا ذکر کرتا ہوں۔ میری اولاد مولوی محمد علی صدیقی مبلغ ختم نبوت میرپور خاص، جمال عبدالناصر اکاؤنٹنٹ مرکزی دفتر ختم نبوت ملتان، حکیم احمد علی اور اب حافظ مولوی عطاء اللہ متعلم جامعہ فاروقیہ کراچی پر اپنی بھرپور شفقتیں نچھاور کرتے رہے۔ 2003ء ادائیگی فریضہ حج کے لیے ختم نبوت حج گروپ کے ساتھ کراچی سے روانگی ہوئی۔ دفتر ختم نبوت کراچی میں حضرت مولانا جلال پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حرمین شریفین پہنچے میری خوش قسمتی تھی کہ ہمیں اس پوزیشن پر جگہ ملی جس کے ایک حصہ میں حضرت شہیدؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز احمد صفدرؒ اور منتظمین ختم نبوت حج گروپ کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ بندہ رات اڑھائی تین بجے ساتھیوں سے پہلے اٹھتا، نہا کر حرم شریف چلا جاتا۔ صبح سات بجے واپس آتا، نیچے تہہ خانے میں ناشتہ تیار ہوتا، بھائی عبدالرزاق خود تیار کرتے تھے۔ ان سے پوچھتا کہ میرے پورشن کے ساتھیوں کا ناشتہ پہنچ گیا، اگر نہیں تو اپنے اٹھارہ ساتھیوں کا ناشتہ لے کر آتا، سب کو اٹھاتا اور ناشتہ کراتا، پھر آرام کرتا۔

9 بجے کے بعد کبھی مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور کبھی حضرت شہیدؒ کا بیان ہوتا۔ اس کے بعد بندہ ان بزرگوں کی خدمت میں حاضری دیتا، زیارت کرتا۔ حضرت شہیدؒ بڑی شفقت کرتے۔ مجھے خیال بھی نہیں تھا کہ حضرت شہیدؒ نے مجھے پہچانا نہیں مگر ظاہر نہیں ہونے دیا، نہ میں نے بتایا کہ میں تو ان کی شفقتوں اور ان کے وسیع دسترخوان سے خوب استفادہ کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ میں ہر چار افراد کے لئے ایک کمرہ تھا۔ میں مسجد نبوی سے درود و سلام کے بعد واپس آتا تو کچھ دیر آرام کر کے حضرت شہیدؒ کے کمرے میں چلا جاتا۔ حضرت شہیدؒ بڑی شفقت فرماتے، پھل مٹھائی سے تواضع کرتے اور حضرت کی یہ شفقت سب کے لیے ہوتی۔ حج میں پانچ دن باقی تھے۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ تشریف لائے۔ میں نچلی منزل سے ساتھیوں کا ناشتہ لا رہا تھا، حضرت مفتی صاحبؒ بھی نیچے تشریف لا رہے تھے مجھے دیکھ کر کہنے لگے: فریدی صاحب! یہ کیا؟ میں نے کہا: حضرت ساتھیوں کا ناشتہ۔ حضرت مفتی صاحبؒ فوراً واپس پلٹے اور جا کر ہمارے گروپ امیر کو سوتے اٹھایا کہنے لگے: رانا صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ ان سے خدمت لے رہے ہیں پتہ بھی ہے، یہ کون ہیں؟ گروپ امیر کہنے لگا: ہمارے گروپ کے ساتھی ہیں، روزانہ ناشتہ یہ لاتے ہیں، میں نے مفتی صاحب کی منت کی کہ حضرت رہنے دیں، میں خدمت سے محروم ہو جاؤں گا آگے نہ بتائیں، حضرت شہیدؒ بھی تشریف لے آئے کہ کیا بات ہے؟ مفتی صاحبؒ ذرا سخت لہجے سے کہنے لگے کہ ارے یہ دین محمد فریدی ہے، جمال عبدالناصر، مولوی محمد علی صدیقی کا والد۔ امیر صاحب! فوراً کھڑے ہوئے کہ آج تک ساتھ رہتے ہوئے نہ ہم نے نام پوچھا نہ بتایا، میں تو ان کا مداح ہوں ان کے کالم میرے پسندیدہ ہیں، ادھر میری نگاہ حضرت شہیدؒ کی طرف اٹھی ان کی آنکھوں میں بھی شکوہ تھا کہ روز کا ساتھ ہوا اور نام تک نہیں بتایا۔ شکل سے میں نہیں جانتا تھا اچھا اپنے آپ کو چھپایا۔ پھر تو میں خدمت سے محروم کر دیا گیا خادم سے مخدوم بنا دیا گیا۔ حضرت شہیدؒ کی شفقتیں اور بڑھ گئیں۔

منیٰ، عرفات میں خوب خاطر تواضع ہوتی رہی واپسی میں دو دن باقی تھے کہ میں عمارت سے نکل کر حرم جا رہا تھا حضرت شہید داخل ہو رہے تھے مصافحہ کیا جیب میں ہاتھ ڈالا اور سو ریال بندہ کو تھما دیے اب میں سوچ رہا تھا کہ کیا کروں؟ آخر سامنے فٹ پاتھ پر نگاہ پڑی وہاں سامان فروخت کرنے والے کو دیکھا میں نے سوچا کہ بیٹیوں اور بہوؤں کے لیے عربی چنے لے لوں سودا ہوا تو میں نے دس چنے نکال کر علیحدہ کئے اور لے آیا۔ آج میں نے بیٹیوں اور بہوؤں سے پوچھا کہ حضرت شہیدؒ کے ریالوں کی نشانی ان کے پاس ہے؟ میرا بیٹا جمال عبدالناصر شدید بیمار ہو گیا۔ بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل کرایا، میں پہنچا حالت دیکھی بیماری ایسی پیچیدہ تھی کہ میں لرز اٹھا تین دن میں تیس ہزار روپیہ خرچ ہو گیا۔ میں مالی طور پر تہی دامن، خدا کے سپرد کر کے دعا کر آیا کہ یا اللہ میں غریب اتنا مہنگا علاج کیسے کراؤں؟ میرے آنے کے تیسرے دن جمال عبدالناصر کے فون کی گھنٹی موبائل پر آئی آواز چہکتی ہوئی تھی میں نے پوچھا کہ میاں کیسے ہو؟ کہنے لگا کہ ایئر کنڈیشن بوگی میں بیوی سمیت کراچی جا رہا ہوں علاج کے لیے۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ نے بلایا ہے۔ کراچی خود علاج کرایا۔ مجھے فون کر کے کہا میرا ابھی بیٹا ہے فکر نہ کریں۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا خرچ ہوا۔ حضرت شہیدؒ کی شفقت آج بھی یاد کرتا ہوں۔

30 جولائی 2009ء کو پپلاں ضلع میانوالی میں ظالموں نے ڈاکہ کے لیے دن دیہاڑے میری بیٹی اور دو نواسوں کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ ڈاکہ ڈالنے والی چار لڑکیاں اور ان کا بھائی پڑوسی تھے۔ ایک تہلکہ مچ گیا۔ حضرت شہید کو اسی دن علم ہو انجاب کے دورے پر تھے، مفتی خالد محمود کے ساتھ فوراً پپلاں تعزیت کے لیے تشریف لائے بھرپور تسلی دی اور ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ بینات میں زوردار اداریے میں احتجاج کیا۔ ملک بھر سے علماء ساتھی بزرگ متوجہ ہوئے دعاؤں کا سلسلہ شروع ہوا۔

ستر ہ دن بعد اصل قاتل پکڑے گئے ڈاکہ کا سامان بھی برآمد ہو گیا۔ کیس دہشت گردی کی عدالت سرگودھا میں لگا۔ انشاء اللہ بزرگوں کی دعا سے حضرت شہیدؒ کی کوششوں سے ظالم کیفر کردار تک پہنچ جائیں گے۔

ہمارے ہاں دیہاتوں میں فتنہ گوہر شاہی پھوٹ پڑا۔ حضرت شہید کو فون پر آگاہ کیا۔ حضرت نے فتنہ گوہر شاہی پر 25 کتابیں فوراً روانہ کر دیں۔ وہ میں نے انتظامیہ کے اہم ذمہ داروں تک پہنچا دیں۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ڈی پی او بھکر سید پرویز قندھاری خود حرکت میں آیا، میں تو اپنے چیلاں کے کیس میں الجھا ہوا تھا۔ یہاں گوہر شاہی کے چیلے ڈی پی او کی حرکت سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھے۔

حضرت شہید وقتاً فوقتاً کارگزاری سے آگاہ ہوتے رہتے تھے۔ اب سوچتا ہوں کہ اتنا شفیق اتنا مہربان مجھ ناکارہ کو کہاں سے ملے گا جو میری معمولی کارگزاری کو بڑا کر کے داد دے گا۔ خالق اتم نے ملت اسلامیہ کا آج کے دور کا ترجمان چھین لیا۔ ہماری دعا ہے کہ حضرت شہیدؒ ان کے بیٹے اور ساتھیوں کے خون کو اللہ تعالیٰ قبول کر لیں اور ہمارے ملک سے یہ قتل و غارت گری ختم کر دے اور ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچا دے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆☆

ختم نبوت کانفرنس خان پور

خان پور (رپورٹ: مولانا محمد راشد مدنی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اڈا مدھورا تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی اپیل پر ضلع رحیم یار خان کے قریبی شہروں، قصبات سے ہزاروں عاشقان ختم نبوت و ناموس رسالت جوق در جوق جذبوں سے سرشار کانفرنس میں تشریف لائے، اکابرین علماء، مشائخ، مذہبی جماعتوں کے قائدین، اراکین اور تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ سیکورٹی کے انتظامات پولیس، سول ڈیفنس اور جامعہ مخزن العلوم کے طلبا نے رضاکارانہ طور پر سنبھال رکھے تھے، پنڈال باوجود اپنی وسعتوں کے تنگی داماں کا سماں پیش کر رہا تھا، پنڈال میں چاروں طرف مفتی سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین، عقیدت اور تحفظ ختم نبوت کے بارے میں اکابرین کے فرامین پر مشتمل پچیس سے زائد بینرز آویزاں تھے۔ علماء کرام کا تاثر یہ تھا کہ خان پور میں اس سے قبل اتنی بڑی کانفرنس نہیں دیکھی گئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ مرزا قادیانی اور ان کے پیروکار اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں، قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں، بلکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے، قادیانیت اور اسلام کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں، قادیانیت کے خاتمہ کا وقت قریب آ چکا ہے۔ قادیانیت روز بروز اپنے انجام کی طرف جا رہی ہے، آج قادیانیوں کے سربراہ کو پاکستان میں داخلے کی اجازت نہیں، انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب پوری دنیا میں ڈھونڈنے سے بھی ایک قادیانی نہیں ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ یوسف کذاب کا پیروکار اور اس کا نائب زید حامد اس کے قتل کے تیرہ برس بعد منظر عام پر آیا اور نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کی کوشش میں ہے۔ مولانا سعید احمد جلال پوری کو قتل کی دھمکیاں دیتا رہا، اس کے خلاف ایف آئی آر درج کی جا چکی ہے، زید حامد بہت جلد قانون کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے تاریخ ساز خطاب کے دوران بار بار پنڈال نعروں سے گونجتا رہا، شرکاء نے ہاتھ کھڑا کر کے وعدہ کیا کہ قادیانیت کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے گا۔ مولانا محمد اسامہ رضوان نے محبت نبوی اور عقیدۂ ختم نبوت پر ولولہ انگیز خطاب کیا اور سامعین کے ایمانی جذبہ کو گرمایا۔ جمعیت علماء اسلام کے ضلعی رہنما چیئرمین امن کمیٹی مولانا عبدالرؤف ربانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم ناموس رسالت کے آئین کو بدلنے کی کوشش کرنے والوں کو کھلا چیلنج دیتے ہیں، ہم جان پر کھیل جائیں گے لیکن ناموس رسالت کے قانون پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

کانفرنس سے ضلعی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی، مولانا مفتی حبیب الرحمن درخواستی، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا قاضی شفیق الرحمن، میاں مظہر نثار، قاری ظفر اقبال شریف، قاری عظیم بخش، صاحبزادہ عزیز الرحمن درخواستی سابق قادیانی پروفیسر ناصر اعوان، پروفیسر نصر اللہ فاروقی، مولانا خلیل الرحمن درخواستی، مولانا جمیل اقبال دین پوری، مولانا سیف اللہ دین پوری، مفتی محمود میاں اور دیگر حضرات نے بیان اور شرکت کی۔ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے حکم پر جلسہ کے اختتام پر دعا مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ اس عظیم الشان کانفرنس کی کامیابی حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی مرہون منت تھی، جنہوں نے اپنے تمام متعلقین کو کانفرنس میں شرکت کا حکم فرمایا اور جلسہ میں شریک تمام شرکاء کے لئے حضرت میاں صاحب مدظلہ نے لنگر کا انتظام فرمایا۔ لنگر میں پچاس دیگیں چاول کی پکائی گئیں، جلسہ کے اختتام پر جامعہ تفسیریہ شمس العلوم کے طلبا نے مولانا عبدالحی مدظلہ کی زیر نگرانی تمام شرکاء کو منظم انداز میں کھانا کھلایا، جلسہ میں شریک ہونے والے ہر شخص کو ختم نبوت کا لٹریچر فراہم کیا گیا۔ حافظ محمد اشفاق اور محمد سلیم نے وجد آفریں نعتیہ کلام پیش کیا، جنرل سیکرٹری ختم نبوت خان پور مولانا خلیل الرحمن درخواستی نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں ازحد سعی کی۔

BRANDS iCON OF PAKISTAN 2008
Brands Icon Award 2008 given to Rooh Afza
کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ ...
اور اس سال Brands Icon Award کا اعزاز اس قصّے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
یہ اعزاز جیسے روز کی بات ہو۔ گو کہ ہر بار یہ خبر اتنی ہی تازہ ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کا سب سے
بہترین روایتی مشروب ... روح افزا
Brands of the Year Award 2008
Consumers Choice Award 2008
Merit Export Award 2007-2008
Brands of the year Award 2008
www.BRANDSAWARD.COM
ہمدرد
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED
Tel: (009221) 6616001-4, E-mail: headoffice@hamdard.com.pk, www.hamdard.com.pk

آخری قسط

اسلام اور ازدواجی زندگی

مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی

بہترین خاوند کون ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے: ''خیرکم خیرکم لاھلہ'' ''تم میں سے بہتر وہ جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہے اور فرمایا'' انا خیرکم لاھلی '' میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سے بہتر ہوں تو نبی علیہ السلام نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا، کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار میں نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے؟ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ انسان ہے فرمایا: ''اکمل المؤمنین ایمان احسنھم خلقا'' ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا خاوند بات بات پر غصہ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ مارتا بھی ہے۔ (یہ بات دونوں کان کھول کر سننے والی ہے اور باقی باتیں تو چلو ایک کان سے سن لینا مگر مردوں سے گزارش ہے کہ یہ بات دونوں کان کھول کر سنیں) بیوی نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی! میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا ہے تو اللہ کے نبی نے فرمایا: ''یظل احدکم یضرب امراتہ ضرب العبد حم یظل یعانقھا ولا یستحی'' ''تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو، پھر اس کے ساتھ تم بوس وکنار کرتے ہو، کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی؟ یعنی ایک وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو، الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے ہاں اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور سمجھانے سے بھی نہ سمجھے تو اب شریعت نے محدود مارنے کی اجازت دی ہے تاکہ اسے نصیحت ہوسکے۔ مثل مشہور ہے کہ ''لاتوں کے بھوت ہاتھوں سے نہیں مانتے'': دو باتیں بڑی عام ہیں، ایک یہ کہ عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور دوسری یہ کہ مرد کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے۔ استغفر اللہ۔

بدزبان عورت:

یاد رکھئے میرے دوستو! بدزبان بیوی اپنے شوہر کو قبر تک پہنچانے کے لئے گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے جس کی بیوی بدزبان ہو اس کو ساری زندگی سکون نہیں مل سکتا۔ عورت کو کہا گیا کہ وہ اپنی زبان کے اندر نرمی اور مٹھاس پیدا کرے اور اچھے انداز سے بات کرے، ویسے یہ پکی بات ہے کہ میٹھی سے میٹھی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کے اندر تھوڑی بہت تلخی ضرور ہوتی ہے کیونکہ تعلق ہی ایسا ناز و انداز کا ہوتا ہے تاہم عورت کی زبان میں نرمی ہونی چاہئے، شریعت نے کہا اپنے خاوند سے نرم انداز میں بات کرے، جہاں کسی غیر مرد سے بات کرنے کا وقت ہو تو سختی سے بات کرے تاکہ اسے دوسری بات پوچھنے کی جرأت نہ ہو۔ آج کل فیشن ایبل عورتوں کا معاملہ برعکس ہے، خاوند سے بات کرنی ہو تو ساری دنیا کی کڑواہٹ آتی ہے اور کسی غیر سے بات کرنی ہو تو ساری دنیا کی شیرینی سمٹ آتی ہے۔

بہرحال یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جن رشتوں کو تلوار نہیں کاٹ سکتی ان کو زبان کاٹ کے رکھ دیتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں تو اتنی بدزبان ہوتی ہیں کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو ناقابل برداشت ہوتیں۔ کئی عورتیں تو بدزبانی اور بدگمانی ہی کی وجہ سے گھر برباد کرلیتی ہیں، شرع شریف نے حکم دیا ہے کہ محرم مرد سے بات نرمی سے، غیر محرم مرد سے بات کرنی پڑے تو سختی سے کرو، دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے ''اگر عورت سارے دن میں ایک مرتبہ اپنے خاوند سے نرمی سے بات کرے جس نرمی سے وہ پڑوسی مرد سے بات کرتی ہے تو گھر آباد رہے اس طرح مرد اگر پورے دن میں ایک مرتبہ بیوی کو محبت کی نگاہ سے دیکھے جس نظر سے وہ پڑوسی کی عورت کو دیکھتا ہے تو بھی گھر آباد رہے۔

سلف صالحین کا معمول:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی پوری سورت جسے سورۃ النساء کہتے ہیں اس میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کے احکام بتلائے۔ سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کے نکاح سے پہلے سورۃ

النساء اور سورۃ النور کا ترجمہ پڑھا دیا کرتے تھے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ جن کے ہاں بیٹی ہو وہ اس کو اگر پورا قرآن ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو کم از کم سورۃ النساء اور سورۃ النور کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کریں۔ تاکہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔

بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ لکھ جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا (اس وقت پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے) تو بیٹی کے ذمہ لگاتے کہ بیٹی اپنے لئے قرآن پاک لکھے تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی کے ساتھ قرآن پاک لکھتی اور جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔ یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیٹی نے میرے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزارا ہے۔

خاوند کے حقوق:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق زوجین کا تذکرہ کرتے ہوئے عورتوں کو بتایا کہ اگر شریعت میں کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت فرائض کو پورا کرنے والی ہو اور اسے ایسی حالت میں موت آجائے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دروازے کھولتے ہیں تاکہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو سکے۔ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر کسی عورت سے اس کا خاوند جائز وجہ سے ناراض ہو اور ضد کر کے خاموش رہے اور خاوند ایسی حالت میں سو جائے تو ساری رات اللہ کے فرشتے اس عورت پر لعنت برساتے رہتے ہیں گویا خاوند کی خوشی میں اللہ کی خوشی کو شامل کر دیا گیا۔ ایک صحابیہؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا شوہر جہاد پر گیا ہوا ہے، جس دن شوہر نے آنا ہے تو اس دن چند گھنٹے پہلے بیٹا فوت ہو گیا۔ اب پریشان بیٹھی ہے کہ خاوند اتنے عرصے بعد آئے گا اور جب یہ معلوم ہو گا کہ بیٹا فوت ہو گیا ہے تو اسے کتنا صدمہ ہو گا، دل میں افسوس ہو گا کاش بچے کو زندگی میں آکر پیار کر لیتا، جب صحابیہ بہت پریشان ہوئی تو اس نے بچے کو نہلا دھلا کر کپڑا اوڑھا کر چارپائی پر رکھ دیا، کسی کو اطلاع نہ دی خاوند گھر آیا تو پوچھا کیا بنا؟ بتایا کہ اللہ نے بیٹا دیا ہے، پوچھا کہ کہاں ہے؟ کہا کہ آرام سے ہے اور سفر کی باتیں بھی ہوئیں لیکن اس عورت کو دیکھئے جو ماں تھی اس کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی؟ جس کے معصوم بیٹے کی لاش سامنے چارپائی پر پڑی ہے مگر وہ خاوند کی خوشی کی خاطر سینے پر سل رکھ کر اس راز کو چھپائے بیٹھی ہے کہ میرے خاوند کا دل غم زدہ نہ ہو تو اس کے ساتھ کھانا بھی کھا رہی ہے، ہنس بول بھی رہی ہے دونوں مل بھی رہے ہیں حتیٰ کہ اسی حال میں صبح ہو گئی۔ صبح اپنے خاوند سے پوچھتی ہے کہ مجھے ایک بات بتایئے، خاوند نے کہا: پوچھے؟ کہنے لگی اگر کوئی امانت دے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد واپس مانگے تو وہ خوشی سے دینی چاہئے یا غمزدہ ہو کر؟ خاوند نے کہا خوش ہو کر۔ کہا کہ اچھا آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے امانت دی تھی آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے اللہ نے وہ امانت واپس لے لی، اب جایئے اور خوشی خوشی اللہ کے حوالے کر دیجئے۔ اللہ اکبر! اس صحابیہؓ نے حسن معاشرت کا حق ادا کر دیا۔ صبح ان کے خاوند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ کے نبی! میرے گھر میں یہ معاملہ ہوا۔ میری بیوی نے میری خوشی کی خاطر اتنے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا، اللہ کے نبی نے دعا دی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں برکت ڈالی اور وہ عورت اپنے خاوند سے ملنے سے حاملہ ہوئی، اللہ نے ایک بیٹا عطا کیا جو حافظ قرآن بھی بنا اور حافظ حدیث بھی بنا۔

بیوی کے حقوق:

آیئے اب جائزہ لیں کہ عورت کے خاوند پر کیا حقوق ہیں؟ ان میں سے پہلا حق عورت کا نان نفقہ یعنی عورت کے اخراجات کو پورا کرنا۔ ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ذمہ اپنا نان نفقہ کمانے کا بوجھ نہیں رکھا۔ عورت اپنے اخراجات کے لئے کمانے کی کوئی ذمہ داری نہیں، اگر بیٹی ہے تو باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیٹی کا خرچہ پورا کرے اگر بیوی ہے تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کا خرچہ پورا کرے اور اگر ماں ہے تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کا خرچہ پورا کرے، بیٹی سے لے کر ماں بننے تک اللہ نے عورت پر اپنی روزی کمانا کبھی بھی فرض نہیں کیا، تو یہ خاوند کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا ذاتی خرچہ مقرر کرے، ممکن ہے کہ کوئی آدمی پچاس ڈالر دے سکتا ہو، کوئی آدمی سو ڈالر دے سکتا ہو اور کوئی آدمی صرف دس ڈالر دے سکتا ہو، مقدار کی بات نہیں گھر کی سبزی وغیرہ کے لئے خرچہ دینا اور بات ہے شریعت کہتی ہے کہ وہ تمہاری بیوی ہے، اپنے گھر کو چھوڑ کر تمہارا گھر بسانے یہاں آئی ہے، اب تم اس کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے جو پیسہ دو اور دینے کے بعد تمہیں اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کہاں خرچ کیا، اس میں بھی حکمت ہے ہو سکتا ہے کہ عورت محسوس کرے کہ میری بہن غریب ہے میں اس کو دے دوں۔ میں اپنے بھائی کی کچھ مدد کروں، ہو سکتا ہے کہ اسے تب خوشی ہو جب وہ کسی غریب عورت کا دکھ بانٹے، لہٰذا جب ذاتی خرچہ دے دیا تو اب پوچھنے کی ضرورت نہیں، وہ جہاں چاہے خرچ کر سکتی ہے، بیوی کے حقوق سے متعلق دوسری بات سنیں۔ فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جب مرد کسی عورت سے نکاح کرے اس کی ذمہ داری ہے کہ اس عورت کو سر چھپانے کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق جگہ بنا دے مثل مشہور ہے "اپنا گھونسلہ اپنا، کچا ہو یا پکا" عورت کو

کوئی ایسی جگہ مہیا کر دینا جہاں وہ سر چھپائے یہ خاوند کی ذمہ داری ہے، اگر مجبوری ہو، گھر کے سب افراد اکٹھے رہتے ہوں تو اسے کوئی ایک کمرہ ہی دے دیا جائے، جہاں وہ اپنی ضرورت کا سامان رکھ سکے، یہ نہ ہو کہ بیوی کا بھی وہ کمرہ ہے اور اسی میں ماں باپ بھی ہیں، کسی اور کا سامان بھی پڑا ہوا ہے، یہ بات ٹھیک ہے کہ ہر بندہ مکان نہیں بنا سکتا تاہم جو بنا سکتے ہیں وہ بنا کر دیں، یہ خاوند کے فرائض میں ایک فرض ہے، تیسری بات چونکہ اپنے گھر کے لئے امیر اور سردار ہے، لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنی رعایا یعنی اہل خانہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے: "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" "تم زمین والوں پر نرمی کرو، آسمان والا تم پر نرمی فرمائے گا۔ اس لئے فرمایا کہ جو انسان دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے نرمی فرمائیں گے جو دوسروں کو جلد معاف کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے نرمی فرمائیں گے، جو دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں گے، اسلام میں بیوی کا تصور جیون ساتھی کا تصور ہے، ہمدم و ہمراز کا تصور ہے، وہ کوئی باندی کا تصور نہیں ہے، وہ اچھے دوست کا تصور ہے، قرآن پاک میں جہاں جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ ہے وہاں جگہ جگہ فرمایا: "واتقوا اللہ" اور تم اللہ سے ڈرتے رہنا، یہ اس لئے کہ: "واعلموا انکم ملقوہ" "اور تم جان لینا کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اس لئے بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں نہ بیوی شرم سے کسی کو بتا سکتی ہے اور نہ خاوند شوہر شرم سے کسی کو بتا سکتا ہے، مگر اندر اندر دونوں ایک دوسرے کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا: تم اس طرح ایک دوسرے کا دل جلایا کرو گے تو یاد رکھنا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کرنی ہے، اگر ایک دوسرے کو سکون نہیں پہنچاؤ گے تو قیامت کے دن اللہ کو کیسے جواب دے سکو گے؟ ایک بہترین اصول یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی یا کوتاہی بیوی سے ہو جائے تو وہ معافی مانگ لے اور اگر خاوند سے ہو جائے تو وہ معذرت کر لے، اپنی غلطی پر معذرت کر لینا عظمت ہوتی ہے، مجھے اس موقع پر اپنے پیر و مرشد کی ایک بات یاد آئی، یہ حضرات کتنے مخلص ہوتے ہیں، اپنی زندگی کے واقعات نمونہ بنا کر پیش کرتے ہیں، فرمانے لگے: ایک روز میں وضو کر رہا تھا (عمر رسیدہ تھے) اہلیہ محترمہ وضو کرواتے وقت پانی ٹھیک سے نہیں ڈال رہی تھی، جس پر میں نے انہیں ذرا سختی سے بات کہہ دی کہ تم کیوں ٹھیک طرح سے وضو نہیں کروا رہیں؟ مگر میرے اس طرح غصہ کرنے پر وہ خاموش رہیں اور جس طرح میں چاہتا تھا ویسے کر دیا، خیر میں وضو کر کے گھر سے چلا راستے میں خیال آیا ابھی تو میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا تھا، ابھی مصلیٰ پر جا کر نماز پڑھاؤں گا، میری نماز کیسے قبول ہوگی؟ کہنے لگے میں آدھے راستے سے واپس آیا اور بیوی سے معذرت کی، اس نے مجھے معاف کر دیا، پھر میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھائی۔

☆☆..........☆☆

سوات میں خاتون کو کوڑے مارنے والی ویڈیو جعلی ہونے کا انکشاف

ویڈیو میں دکھائے گئے بچوں کی گرفتاری کے بعد یہ راز کھلا، این جی او نے ۵ لاکھ دیئے: گرفتار ملزم

پشاور (آن لائن) سوات میں راہ راست آپریشن سے قبل خاتون کو کوڑے مارنے کی ویڈیو جعلی ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ انکشاف فلم تیار کرنے والے سوات کے شہری نے گرفتاری کے بعد کیا ہے۔ ملزم نے اسے ڈرامہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایک این جی او نے انہیں اس کام کے لئے پانچ لاکھ روپے دیئے تھے۔ آپریشن کے بعد مذکورہ ویڈیو فلم میں دکھائے گئے بچوں کو حساس اداروں نے اپنی تحویل میں لیا تھا جبکہ ویڈیو تیار کرنے والے سوات کے شہری کو کوہاٹ انتظامیہ نے گرفتار کیا تھا۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ گرفتار بچوں اور سوات کے شہری کو تحویل میں لینے کے بعد ان سے تحقیقات کی گئی جس کے دوران گرفتار ملزم نے بتایا کہ وہ اسلام آباد کی ایک این جی او میں کام کرتا ہے اور اسلام آباد کی ایک این جی او کی جانب سے پانچ لاکھ روپے فراہم کرنے کے بعد یہ ویڈیو تیار کی گئی تھی تاکہ صوبائی اور وفاقی حکومت کی بدنامی عالمی سطح پر کی جا سکے۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ جس لڑکی کو کوڑے مارے گئے ہیں اس لڑکی کو بھی شامل تفتیش کیا ہے، جس نے بتایا کہ مذکورہ ملزم نے اسے ایک لاکھ روپے جبکہ دونوں بچوں کو پچاس پچاس ہزار روپے دیئے تھے اور اسے کہا گیا تھا کہ وہ ایک ڈرامہ کر رہا ہے۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے کامیاب کارروائی میں ملکی وقار کو بدنام کرنے والے شرپسند عناصر کی گرفتاری کی رپورٹ وفاقی حکومت کو دے دی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ فلم جعلی بنائی گئی تھی جس میں اسلام آباد کی ایک این جی او ملوث ہے اور ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی سفارش کی گئی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۹/مارچ ۲۰۱۰ء)

علماء کرام اور خطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوتؐ کی وضاحت کے لئے وقف کریں

☆ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس اور بنیاد ہے، امام زین بن نجیمؒ نے اپنی کتاب الاشباہ والنظائر کے صفحہ ۲۰۱ پر لکھا ہے کہ: "اذا لم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات"... جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ ختم نبوت پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے...

☆ قرآن وسنت اور آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں، مگر قادیانی خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر قرآن وسنت اور آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔

☆ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظامِ مصطفیٰ، تحریک ایم آر ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران، کویت جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوطِ عراق سے سانحہ لال مسجد تک اور نا معلوم کتنے ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کا عمل خطابت کے میدان میں ثانوی حیثیت اختیار کر گیا، حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور سیرت طیبہ سے ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے ہے، جس کا بیان ان حالات میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

☆ عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی پاسبانی کے مترادف ہے۔

☆ لہٰذا تمام خطبا حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم از کم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید مرزائیت کے عنوان پر امت کی راہنمائی فرماتے ہوئے شفاعت نبوی کے مستحق بنیں۔ فتنہ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔

والسلام فقیر خان محمد عفی عنہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4514122

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت